شمارہ نمبر ۲۲ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | مارچ ۲۰۲۴ء

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

مجلہ پشاور

راہِ ہدایت

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

نائب مدیر

طاہر گل دیوبندی عفی عنہ



نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

(واٹس ایپ رابطہ نمبر:03428970409)

عقیدہ ختم نبوت زندہ باد | یااللہ مدد | عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد

بفیضان

حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المحققین حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مجلہ

راہِ ہدایت

پشاور

بیاد

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ

ترجمان علماء دیوبند حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ

مناظر اسلام حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی رحمۃ اللہ علیہ

زیرسرپرستی

متکلم اسلام حضرت مولانا سجاد الحجابی دامت برکاتہم

مناظر اسلام حضرت مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ

حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی الحنفی صاحب حفظہ اللہ

محقق اہل سنت حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ

مناظر اسلام مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی محمد وقاص رفیع حفظہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد طلحہ صاحب حفظہ اللہ

حضرت مولانا محمد محسن طارق الماتریدی حفظہ اللہ

حضرت مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ

حضرت مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

مدیراعلی

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی حفظہ اللہ

نائب مدیر

طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

فہرست مضامین مجلہ راہِ ہدایت (شمارہ نمبر:۲۲)

صفحہ	عنوانات	شمار
1	مسئلہ تین طلاق پر مدلل و مفصل بحث (قسط:۲) (مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ احمد پور شرقیہ)	1
21	صلوٰۃ الغوثیہ کی بدعت (علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ)	2
28	غیر مقلدین کا قیاسی دین (قسط:۷) (مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ احمد پور شرقیہ)	3
32	حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اثری صاحب کے اعتراضات کا جائزہ (مولانا ابو حمزہ محمد ذیشان یوسف چنیوٹی صاحب حفظہ اللہ)	4
41	صحیفہ اہلِ حدیث کا مطالعہ (قسط۶) (مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ احمد پور شرقیہ)	5
60	غیر مقلدین کے دعویٰ عمل بالقرآن کی حقیقت (قسط۷) (رب نواز بھٹی)	6
64	اسم با مسمی یعنی نام کی طرح دلائل میں بھی سرفراز (قسط:۳) (مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ احمد پور شرقیہ)	7
75	غیر مقلدین اپنی اصولوں کی روشنی میں تحریف قرآن کے مرتکب ہیں (قسط:۳) (مفتی محمد صابر سلطان صاحب تلمیذ رشید علامہ عبد الغفار ذہبی رحمہ اللہ)	8

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ (قسط:۲)

مسئلہ تین طلاق پر مدلل و مفصل بحث

باب نمبر:۱

تین طلاقوں کے تین ہونے پر قرآن و حدیث سے کچھ دلائل

حضرت مولانا عبد الحی لکھنوی صاحبؒ (المتوفی:۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

”اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسی امر پر اہتمام کرنا اور تینوں طلاق کے وقوع کا حکم دینا اگرچہ ایک جلسہ میں ہوں صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے اور یہی قول موافق ظاہر قرآن ہے۔“

(مجموعہ فتاویٰ:۱/ ۴۹۵)

حکیم محمد صفدر عثمانی غیر مقلد نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا:

”اگر یہی قول موافق ظاہر قرآن تھا تو پھر آپ کو اسے بدعت، حرام اور گناہ کہنے کی کس دلیل نے جرأت عطاء کی ہے اور خود ہی اس کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔“

(احسن الابحاث صفحہ ۲۴)

الجواب:

دو مسئلے الگ الگ ہیں: ایک ہے اکٹھی تین طلاقیں دینا اور دوسرا ہے اُن کا واقع ہو جانا۔ لکھنوی صاحب اور دیگر علماء کے ہاں تین طلاقوں کا وقوع قرآن وحدیث کے موافق ہے، نہ کہ تین طلاقیں دینا۔ اور یہ کوئی انوکھی چیز نہیں۔ خود غیر مقلدین کی اکثریت کے نزدیک طلاقِ بدعت دینا گناہ و حرام بھی ہے مگر اس کا وقوع بھی مانتے ہیں جیسے کہ حالتِ حیض میں طلاق دینا۔ خود حکیم صاحب کے ہاں بھی حالتِ حیض میں دی جانے والی طلاق ممنوع ہونے کے باوجود واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا:

”حیض میں ایک طلاق واقع ہونے کی دلیل صحیح بخاری و دیگر کتب احادیث میں موجود ہے۔“

(احسن الابحاث صفحہ ۱۲)

مگر یوں بھی لکھ دیا:

"افسوس اور حیرانی اس پر ہے کہ جس بات کو حرام، گناہ اور بدعت کہتے ہیں اس کی صحت بھی قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہیں، اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے۔ حالاں کہ یہ معمولی عقل و فہم والا بھی جانتا ہے کہ حرام، گناہ اور بدعت وہی کام ہو تا ہے جس کا کتاب و سنت میں ثبوت نہ ہو۔ اگر کتاب و سنت سے ثابت بھی ہو اور اسے بدعت، حرام اور گناہ بھی کہا جائے تو یہ ظلم عظیم ہے کیوں کہ بدعت، حرام اور گناہ کے ارتکاب کا کتاب و سنت میں حکم نہیں آسکتا ۔اس کے برعکس شریعت نے بدعت کو گمراہی اور جہنم کا سبب بتایا ہے۔"

(احسن الابحاث صفحہ ۱۲)

حکیم صاحب نے مذکورہ عبارت اپنے مخالفین کے لیے بطور طعن لکھی ہے مگر یہ غور نہیں کیا کہ یہ ساری عبارت بہ شمول اُن کے غیر مقلدین پر چسپاں ہوتی ہے کہ وہ غیر شرعی طلاق کو بدعت، گناہ اور حرام بھی کہتے ہیں مگر اس کا وقوع بھی مانتے ہیں۔ ہم نے اپنی اسی کتاب میں اس پہ اک پورا باب ("باب:۱۶، غیر شرعی / بدعی طلاق کا وقوع غیر مقلدین کی زبانی") شامل کیا ہے جس میں غیر مقلدین کے فتاوی نقل کئے ہیں کہ بدعی (مثلاً حائضہ کو دی جانے والی) طلاق ممنوع، گناہ اور حرام ہونے کے باوجود واقع ہو جاتی ہے۔

غیر مقلدین کے "امام العصر" مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (المتوفی ۱۳۷۵ھ) لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم (کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں) قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے۔

(اخبار اہلِ حدیث ۱۵/ نومبر ۱۹۲۹ء)

حکیم محمد صفدر عثمانی غیر مقلد نے اس حوالہ کا انکار نہیں کیا البتہ یوں کہا:

"میر صاحب خود اسی پرچہ کے صفحہ نمبر ۶ کالم نمبر ۱ میں فرماتے ہیں (عمرؓ نے) صرف یہ کیا ہے کہ اس کے ایک ہی دفعۃً تین طلاق دینے پر تین طلاق ہی کا حکم جاری کر دیا۔ اگر مولانا کی پہلی بات قرآن وحدیث سے ماخوذ والی صحیح ہوتی تو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ عمرؓ نے تین طلاق دینے پر تین طلاق ہی کا حکم دیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے تھا کہ قرآن وحدیث نے تین کو تین کہا

ہے... نیز میر صاحبؒ نے قرآن کی کسی آیت یا حدیث میں سے کسی حدیث کا حوالہ نہیں دیا جس میں دفعۃً تین کو تین کہا ہے۔"

(احسن الابحاث بجواب عمدۃ الاثاث صفحہ ۲۶، ادارہ تحقیقات عثمانیہ اہلِ حدیث گوجرانوالہ، سن اشاعت: ۲۰۰۴ء)

حکیم صاحب "جاری کر دیا" سے یہ سمجھ رہے ہے کہ تین طلاقوں کو تین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ از خود بنالیا یا اجتہاد کر لیا، حالاں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے تین طلاقوں کے تین ہونے کو سرکاری سطح پہ نافذ کر دیا، نہ یہ کہ اَز خود یہ بات بنالی یا اجتہاد کرلی۔ لہذا میر صاحب کا "سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے "کا جملہ "جاری کر دیا" کے خلاف نہیں۔ میر صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ تین طلاقوں کو تین کہنا تو قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے مگر اس کا سرکاری سطح پہ نفاذ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اسی کو "جاری کر دیا" الفاظ سے تعبیر کیا گیا۔ حاصل یہ کہ میر صاحب کی اس عبارت میں کسی قسم کا تضاد نہیں۔ حکیم صاحب خوامخواہ اپنے بزرگ کی عبارت میں تضاد ثابت کرنے پہ تلے ہوئے ہیں۔

حکیم صاحب کہتے ہیں کہ میر صاحب نے تین طلاقوں کے تین ہونے پہ قرآن کی آیت یا حدیث تحریر نہیں کی۔ عرض ہے کہ انہوں نے اگرچہ قرآن کی آیت یا حدیث نہ لکھی ہو مگر یہ تو تسلیم کیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاقوں کو تین قرار دینا قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے۔ ہمارا بھی یہی مدعا ہے کہ غیر مقلدین کے "امام العصر" مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی نے تسلیم کیا ہے کہ تین طلاقوں کو تین کہنا قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے ۔ ہمارا جو مدعا ہے حکیم صاحب اس کا انکار یا اس کی تردید نہیں کر سکے۔ ہاں اتنا ضرور کیا کہ اپنے ہی بزرگ کو تضاد بیانی کا شکار باور کرایا۔

حکیم صفدر عثمانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ مولانا میر صاحب کا یہ کہنا حضرت عمرؓ کا فتویٰ قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے، محض اُن کی اپنی ذاتی رائے ہے۔"

(احسن الابحاث صفحہ ۲۷)

سیالکوٹی صاحب کی اپنی تحریر میں اس کا رَد موجود ہے انہوں نے لکھا:

”آخر میں ہم پھر دہراتے ہیں کہ متقدمین میں سے امام مالکؒ کا مؤطا، پھر امام شافعیؒ کی کتاب اُلام، پھر متاخرین میں سے شاہ ولی صاحبؒ کی اَزالۃ الخفاء ملاحظہ فرمایئے جن کے بعد اس وقت ہندوستان میں تو ایسا شخص ہوا نہیں کہ اُسے امام کہہ سکیں اور دوسرے ممالک کا حال خدا جانے۔ ان سب کتب میں حضرت عمرؓ کی موافقت دلائلِ شرعیہ سے کی گئی ہے۔“

(اخبار اہلِ حدیث ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء بحوالہ عمدۃ الاثاث صفحہ ۹۸)

سیالکوٹی صاحب تو لکھ گئے کہ ”ان سب کتب میں حضرت عمرؓ کی موافقت دلائلِ شرعیہ سے کی گئی ہے“ مگر حکیم صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ سیالکوٹی صاحب کی ذاتی رائے ہے۔

مولانا شرف الدین دہلوی غیر مقلد نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

”مسلم کی یہ حدیث امام حازمی و تفسیر ابن جریر و ابنِ کثیر وغیرہ کی تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ حدیث بظاہرہ کتاب و سنت صحیحہ و اجماع صحابہؓ وغیرہ ائمہ محدثین کے خلاف ہے لہٰذا حجت نہیں ہے۔“

(فتاویٰ ثنائیہ ۲/۲۱۹... دوسرا نسخہ صفحہ ۴۶)

دہلوی صاحب نے مزید لکھا:

”پس آیت اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ نے واضح کر دیا کہ مطلِّق [طلاق دینے والے (ناقل)] کو رجوع کا حق ایک یا دو طلاق کے بعد ہے، اس کے بعد نہیں۔“

(فتاویٰ ثنائیہ ۲/۲۱۹)

دہلوی صاحب کی مذکورہ عبارت بلکہ اُن کا مکمل فتوی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب ”عمدۃ الاثاث“ میں منقول ہے۔ حکیم صاحب نے اگرچہ اپنی کتاب کا نام ”احسن الابحاث بجواب عمدۃ الاثاث“ رکھا مگر ”عمدۃ الاثاث“ میں منقول مولانا شرف الدین دہلوی غیر مقلد کے فتوی کا کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ تین طلاقوں کے ایک ہونے پر اپنے مزعومہ دلائل کو ”احادیث پر اعتراضات کا جائزہ“ عنوان کے تحت ذِکر کیا۔

(احسن الابحاث صفحہ ۵۱)

جس یہ تاثر ملتاہے کہ غیر مقلدین کے ’’بیہقی وقت‘‘ مولانا شرف الدین دہلوی حدیثوں پر اعتراض کرنے والے ہیں۔

حاصل یہ کہ میر سیالکوٹی صاحب نے بھی تسلیم کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاقوں کو تین قرار دینا دلائل شرعیہ کے موافق ہے اور دلیل شرعیہ میں پہلے نمبر پر قرآن ہے اور دوسرے پر سنت نبوی۔

اسی طرح دہلوی صاحب نے مذکورہ عبارت میں اعتراف کیا ہے کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دینا کتاب و سنت اور اجماع صحابہ وغیرہ کے خلاف ہے۔ لہٰذا ان غیر مقلدوں کی تصریح سے ثابت ہوا کہ تین طلاقوں کو تین کہنے پر کتاب و سنت کی صورت میں دلائل موجود ہیں۔ اب ہم کتاب و سنت سے بعض دلائل درج کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے تین طلاقیں دے دیں تو وہ واقع ہو جائیں گی۔

طلاقِ ثلاثہ کے وقوع پر قرآن سے دلائل

پہلی آیت

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ (سورۃ بقرۃ، آیت:۲۲۹)

طلاق (زیادہ سے زیادہ) دو بار ہونی چاہیے اس کے بعد (شوہر کے لیے دو ہی راستے ہیں) یا تو قاعدے کے مطابق (بیوی) کو روک رکھے (یعنی طلاق سے رجوع کرلے) یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دے (یعنی رجوع کے بغیر عدت گزر جانے دے)۔

(آسان ترجمہ قرآن صفحہ ۱۴۳، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دام ظلہ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری: ۲/ ۱۹۱ پہ تین طلاقوں کے وقوع کا باب قائم کیا۔ پھر اس کے ثبوت میں جو دلائل ذِکر کئے اس میں یہی آیت ’’اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ۔۔۔ الخ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی شرح میں لکھا:

’’وَهِيَ بِاِيْقَاعِ الثَّلَاثِ اَعَمُّ مِنْ اَنْ تَكُوْنَ مَجْمُوْعَةً اَوْ مُفَرَّقَةً، طلاق مغلظہ تین طلاقوں سے واقع ہوتی ہے خواہ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا متفرق۔

(فتح الباری: ۹/ ۴۵۳)

خواجہ محمد قاسم غیر مقلد کو تسلیم ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے چنانچہ انہوں نے لکھا:

”امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو طلاقِ ثلاثہ واقع ہو جانے کے حق میں باب باندھا تو کیا ہوا؟... ہو سکتا ہے امام صاحب کی اپنی تحقیق یہی ہو۔ آپ نے ایک تو الطلاق مرتان سے استدلال کیا ہے... بے شک وہ امام اہلِ سنت اور رئیس المحدثین ہیں۔“

(ایک مجلس تین طلاقیں ایک ہوتی ہے صفحہ ۸۰،۷۹)

غیر مقلدین کی کتاب میں امام بخاریؒ کے بارے میں لکھا ہے:

”آپ کی بالغ نگاہ احادیث کی روشنی میں وہاں تک پہنچتی ہے، جہاں دوسرے علماء کی نگاہیں کم پہنچتی ہیں۔“

(شرح بخاری اردو مترجم داود راز:۱/ ۵۰۲)

مولانا داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ہم پھر بانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ فن حدیث شریف میں حضرت امام بخاری قدس سرہ امت کے اندر کے وہ مقام رکھتے ہیں جہاں آپ کا کوئی مثیل و نظیر نہیں ہے۔“

(شرح بخاری اردو مترجم داود راز:۱/ ۳۶۲)

امام بخاری رحمہ اللہ کا استدلال اس آیت سے دو طرح پر ہے: ایک یہ کہ رجعی طلاقیں دو ہیں، خواہ جدا جدا ہوں خواہ اکٹھی۔ اور اگر یہ معنی ہو کہ طلاق رجعی دو مرتبہ ہے تو بھی عام ہے کہ دو مرتبہ دو طہروں میں ہوں یا ایک ہی مجلس میں دو مرتبہ ہوں مثلاً یوں کہے تجھے طلاق، تجھے طلاق تو یہ ایک مجلس میں دو مرتبہ ہیں اور ایک مجلس میں اکٹھی بھی ہیں لہذا یہ واقع ہو جائیں گے۔ اور جیسے دو اکٹھی واقع ہو جاتی ہے اسی طرح تین بھی اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں۔

دوسرا یہ کہ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ (خوش اسلوبی سے چھوڑ دینا) یہ معنی عام ہے جو متفرق تین طلاقوں کو بھی شامل ہے اور اکٹھی تین طلاقوں کو بھی۔ پس دونوں صورتوں میں اکٹھی تین طلاقوں کا واقع ہونا ثابت ہے۔ اس صورت میں فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ الخ اللہ تعالیٰ کے فرمان تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ کی تفسیر ہو گی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وَجْهُ الْاِسْتِدْلَالِ اَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ مَعْنَاهُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ فَاِذَا جَازَ الْجَمْعُ بَيْنَ اثْنَتَيْنِ جَازَ بَيْنَ الثَّلٰثِ وَاَحْسَنُ مِنْهُ اَنْ يُّقَالَ اَنَّ تَسْرِيْحٌ بِالْاِحْسَانِ عَامٌّ مُتَنَاوِلٌ لِاِيْقَاعِ الثَّلٰثِ دَفْعَةً وَّاحِدَةً۔“

(عمدۃ القاری:۲۰/۳۳۲)

ترجمہ: اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ کا معنی ہے طلاق ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ ہے (جیسے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے) پس جب دو طلاقوں کا جمع کرنا جائز ہے تو تین کو جمع کرنا بھی جائز ہے اور اس سے بہتر دوسرا طریقہ ہے وہ یہ کہ تَسْرِيْحٌ بِالْاِحْسَانِ عام ہے یہ تین طلاقیں اکٹھی واقع کرنے کو بھی شامل ہے۔

امام جصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”قولہ تعالیٰ ”اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ يَدُلُّ عَلٰى وُقُوْعِ الثَّلَاثِ مَعًا مَّعَ كَوْنِهٖ مَنْهِيًّا عَنْهَا۔

(احکام القرآن للجصاص:۱/۵۲۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا قول: ”اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ۔“ اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع پر دلالت کرتا ہے اگرچہ اکٹھی تین طلاق دینے سے روکا گیا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اِتَّفَقَ اَئِمَّةُ الْفَتْوٰى عَلٰى لُزُوْمِ اِيْقَاعِ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ فِىْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ۔“

(الجامع لاحکام القرآن:۱/۴۹۲)

ترجمہ: ایک کلمہ کے ساتھ دی گئی تین طلاقوں کے وقوع پر ائمہ فتویٰ متفق ہیں۔

علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد رحمہ اللہ (وفات:۱۱۹۵) لکھتے ہیں:

”اَلتَّطْلِيْقُ اِثْنَانِ مُطْلَقًا سَوَاءٌ وَقَعَا دَفْعَةً مُتَفَرِّقًا لِمَا عَرَفْتَ اَنَّهٗ يَقَعُ الطَّلَاقُ وَاِنْ كَانَتْ دَفْعَةً۔

(حاشیۃ القونوی علی التفسیر البیضاوی:۵/۲۵۴)

ترجمہ: طلاق رجعی دو ہیں خواہ اکٹھی ہوں یا جدا جدا ہوں کیوں کہ آپ جان چکے ہیں کہ طلاقیں اکٹھی بھی واقع ہو جاتی ہیں۔

فائدہ: اس آیت سے اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع پر استدلال کرنے والے علماء میں امام بخاری رحمہ اللہ، الشیخ محمد الامین الشنقیطی، امام قرطبی، علامہ عینی رحمہم اللہ شامل ہیں۔"

(مجلة البحوث الاسلامية جلد ۱ شمارہ نمبر ۳، سن ۱۳۹۷ھ صفحہ ۳۴، ۳۵ بعنوان الطلاق الثلاث)

فائدہ: یاد رہے کہ یہاں آیت میں "مَرَّتَانِ" اِثْنَتَانِ کے معنیٰ میں ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ مَعْنٰى مَرَّتَانِ اِثْنَتَانِ، یعنی طلاق دو بار دینی ہے۔

(روح المعانی: ۲/ ۱۳۵)

اگر ایک مجلس میں کسی کام کو دو بار کیا جائے تو اس پر بھی مَرَّتَان کا لفظ بولا جاتا ہے۔

بخاری میں حدیث ہے:

"تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ۔ (صحیح بخاری: ۱/ ۲۷ بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا دو دو مرتبہ۔ یعنی ہر عضو کو دو دو بار دھویا۔

یہاں حدیث میں ایک ہی مجلس میں دو دو بار دھونا مراد ہے، نہ کہ الگ الگ دو مجلسوں میں۔

اسی طرح بخاری کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ وضو بیان ہوا:

فَاَفْرَغَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ...ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثَ مِرَارٍ...ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ۔"

(بخاری، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، حدیث: ۱۵۹)

ترجمہ: انہوں نے اپنی ہتھیلیوں پہ پانی بہایا تین بار، پھر اپنا چہرہ دھویا تین بار، پھر اپنے پاؤں دھوئے تین بار۔

یہاں بھی ایک ہی مجلس میں ہر عضو کو تین بار دھونا مراد ہے۔ پھر اگر غیر مقلدین کے اصول کو مد نظر رکھا جائے کہ پے در پے وضو کرنا ضروری ہے تب تو بات مزید پختہ تصور ہو گی کہ اعصائے مغسولہ میں سے ہر عضو کو تین بار دھونا ایک ہی مجلس ماننا لازمی ہے، تو یہ کہنا بجا ہو گا کہ نو بار دھونا یقیناً ایک ہی مجلس میں پایا گیا۔

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے اور باہر کھڑے ہو کر تین دفعہ سلام کیا اور اجازت مانگی مگر جواب نہ ملا تو واپس ہوئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا کر پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین دفعہ کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس ہو جاؤ۔

(ترمذی:۲/۹۸)

مولانا عبد الرحمن مبارک پوری غیر مقلد اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”بَلْ اسْتَأْذَنَ فِیْ کُلِّ مَرَّۃٍ فَلَمْ یُؤْذَنْ لَہٗ فَرَجَعَ۔“

(تحفۃ الاحوذی:۳/۳۸۵)

ترجمہ: انہوں نے ہر مرتبہ اجازت مانگی، جب اجازت نہ ملی تو واپس لوٹ آئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ معمولی وقفہ وقفہ سے یکے بعد دیگرے کئے گئے کام پر مرۃً بعد مرۃ کا اطلاق ہوتا ہے۔

مبارک پوری صاحب ایک مسئلہ میں اپنے مخالف کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَاَیْضًا لَوْ فَرَضْنَا اشْتِرَاطَ کَوْنِ الْاِقْرَارِ اَرْبَعًا یَسْتَلْزِمُ کَوْنَ مَوَاضِعِہٖ مُتَعَدِّدَۃً اِمَّا عَقْلًا لِاَنَّ الْاِقْرَارَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ اَوْ اَکْثَرَ مِنْھَا فِیْ مَوْضِعٍ وَّاحِدٍ مِنْ غَیْرِ انْتِقَالٍ مِمَّا لَا یُخَالِفُ فِیْ اِمْکَانِہٖ عَاقِلٌ۔“

(تحفۃ الاحوذی:۲/۳۲۱، بحوالہ جواب مقالہ صفحہ ۷۰)

ترجمہ: اربع مرات کے لیے چار مختلف جگہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اربع مرات یا اس سے زائد کا ایک ہی جگہ میں ہونے کی کوئی بھی عقل مند مخالفت نہیں کر سکتا۔

مبارک پوری صاحب اصرار کر رہے ہیں کہ چار مرتبہ کے لیے چار جگہوں کا ہونا ضروری نہیں بلکہ ایک ہی جگہ میں چار مرتبہ بلکہ زائد مرتبہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ نے طلاق کا ضابطہ بیان فرمایا کہ دو طلاقوں کے بعد رجوع کا حق ہے لیکن:

”فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ۔ پس اس نے اسے اور طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور مرد سے نکاح کر لے“

(سورۃ بقرۃ)

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دام ظلہ اس آیت کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

''اس میں حرف ''فا'' ہے اور عربی میں ''فا'' کا معنی تقیب مع الوصل یعنی ایک چیز کا دوسری چیز کے پیچھے فوراً اور متصل آنا۔ مثال کے طور پر اگر زید آیا اور اس کے آمد کے فوراً بعد بغیر وقفہ کے خالد چلا گیا تو اس کو عربی میں یوں ادا کریں گے جَآءَ زَیْدٌ فَذَھَبَ خَالِدٌ زید آیا تو فورا خالد چلا اور اگر زید کی آمد کے بعد کچھ وقفہ اور تاخیر کر کے خالد گیا تو اس کو عربی میں یوں کہیں گے جَآءَ زَیْدٌ ثُمَّ ذَھَبَ خَالِدٌ زیا آیا اس کے کچھ دیر اور وقفہ کے بعد خالد چلا گیا، لٰہذا فَاِنْ طَلَّقَھَا ثَلَاثًا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ کا معنی یہ ہو گا کہ اگر دو رجعی طلاقوں کے بعد فورا اور متصل تیسری طلاق دیے دے تو وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر دوسری اور تیسری طلاق خاوند بغیر وقفہ کے اکٹھی دے دے تو یہ دونوں واقع ہو جاتی ہیں حالاں کہ یہ ایک مجلس میں اکٹھی دی گئی ہیں پس اس طرح اگر تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں تو وہ بھی واقع ہو جاتی ہیں۔''

(حرام کاری سے بچیئے صفحہ ۷۷)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس سے پہلے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ الایۃ کا ذکر ہے یعنی طلاق رجعی دو دفعہ ہے اس کے بعد فَاِنْ طَلَّقَھَا الایۃ میں حرف فا کے ساتھ (جو اکثر تعقیب بلا مہملہ کے لیے آتا ہے) یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر دو مرتبہ طلاق دے چکنے کے بعد فوری طور پر یعنی تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس مرد کے لیے حلال نہیں تاوقتیکہ وہ شرعی قاعدہ کے مطابق کسی اور مرد سے نکاح نہ کر لے اور پھر وہ اپنی مرضی سے طلاق دے (یا فوت ہو جائے) اور عدت گزر جائے، اس جگہ اگر حرف ثُمَّ یا اسی قسم کا کوئی اور حرف ہوتا جو مہلت اور تاخیر پر دلالت کرتا تو اس کا مطلب متعین ہو سکتا تھا کہ ایک طہر میں ایک طلاق اور دوسرے طہر میں دوسری طلاق پھر تیسرے طہر میں تیسری طلاق ہی متعین ہے مگر واقعۃً یوں نہیں ہے یہاں حرفِ فا ہے جس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ دو

طلاق کے بعد اگر فی الفور تیسری طلاق بھی کسی نادان نے دے دی تو اب اس کی بیوی اس کے لیے حلال نہیں ہے جب تک وہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے۔

(عمدۃ الاثاث صفحہ ۵۲)

اعتراض:

حکیم محمد صفدر عثمانی غیر مقلد نے اس جگہ اعتراض کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ مولانا عبد الرحمن مبارک پوری نے ایک جگہ فا کو تعقیب بلا مہملہ کہا تو مولانا سر فراز خان صفدر رحمہ اللہ نے احسن الکلام صفحہ ۳۱۵ میں اس کا رَد کیا جب کہ اس جگہ فا کو تعقیب بلا مہملہ قرار دے کر استدلال کیا یہ اُن کی تضاد بیانی ہے۔

جواب:

حضرت مولانا محمد سر فراز خان صفدر رحمہ اللہ ''احسن الکلام''میں فاء والی چند مثالیں پیش کر کے لکھتے ہیں:

''اگر ان مقامات میں حرف فاء تفصیل کے لیے یا کسی اور مناسب معنی میں مستعمل ہوا ہے تو فخرج میں حرف فاء سے کوئی ایسا مناسب اور موزوں معنی کیوں نہیں لیا جاسکتا تاکہ دوسری صحیح روایات سے تعارض پیدا نہ ہو اور اگر مبارک پوری صاحب اس پر بضد ہیں کہ حرف فاء تعقیب بلا مہملہ کے لیے ہی ہوتا ہے تو کامیابی پھر بھی جمہور کی ہوگی۔ کیوں کہ قرآن کریم کی آیت واذا قریٔ القرآن فاستمعوالہ... الآیۃ اور حدیث اذا قرأ فانصتوا میں بھی ان کے اصول کے تحت حرف فاء تعقیب بلا مہملہ کے لیے ہوگا۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ امام کی قراءت شروع کرنے کے فوراً بعد مقتدیوں پر استماع اور انصات واجب ہے۔ اور سبھی جانتے ہیں کہ امام کی قراء ت سورۃ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے، نہ کہ ماذاد علی الفاتحہ سے۔ لہٰذا مقتدیوں پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ممنوع ٹھہرا۔ اور قراءت کو ماذاد علی الفاتحۃ پر حمل کرنے کی رٹ باطل ہوگئی۔

خوش نوایانِ چمن کو غیب سے مژدہ ملا
دام میں صیاد اپنے مبتلا ہونے کو ہے۔''

(احسن الکلام صفحہ ۳۱۶)

حضرت صفدر رحمہ اللہ نے مولانا عبد الرحمن مبارک پوری کو ان کے مسلمہ اصول سے جواب دیا کہ اس اصول کے مطابق مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ جب امام سورت فاتحہ پڑھ رہا تب خاموش رہا جائے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ صحیح مسلم: ۱/ ۱۷۴ وغیرہ میں درج حدیث نبوی اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کو شیخ البانی غیر مقلد نے نہ صرف صحیح قرار دیا بلکہ اُن دلائل میں ذِکر کیا جن کی وجہ سے جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت کرنا منسوخ ہے۔ دیکھئے صفۃ صلوۃ النبی عربی صفحہ ۸۰۔

حضرت صفدر رحمہ اللہ کی اس عبارت کو غور سے دیکھئے کیا اُن کی عبارت عمدۃ الاثاث والی عبارت کے خلاف ہے؟ ہر گز نہیں۔ یہ اس کے خلاف تو تب ہوتی جب حضرت یوں فرماتے کہ فاء ہر جگہ تقیب بلا مہملہ کے لیے ہوتا ہے جب کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ ایسا نہیں کہا بلکہ ”مبارک پوری صاحب اس پر بضد ہیں کہ حرف فاء تعقیب بلا مہملہ کے لیے ہی ہوتا ہے“ کہہ کر مبارک پوری صاحب کا تعاقب کیا۔ جب بات یونہی ہے تو ان پر تضاد بیانی کا الزام غلط ہوا۔

مسئلہ طلاق والی آیت فَاِنْ طَلَّقَهَا میں فاء کو تعقیب بلا مہملہ کا قرار دینا اس لیے درست ہے کہ محدثین نے اس آیت میں اکٹھی تین طلاقوں کو شامل مانا ہے۔ اور اس آیت میں اکٹھی تین طلاقوں کا شمول تب ہو سکتا ہے جب فاء کو تعقیب بلا مہملہ کا تسلیم کریں۔ حاصل یہ کہ محدثین کے استدلال کے پیشِ نظر اس آیت میں مذکور فاء کو تعقیب بلا مہملہ قرار دینا بالکل بجا ہے۔ اب چند محدثین کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں جنہوں نے اس آیت سے اکٹھی تین طلاقوں کو شامل مانا ہے۔

علامہ احمد بن محمد الصاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”فَاِنْ طَلَّقَهَا اَیْ طَلْقَةً ثَالِثَةً سَوَاءٌ وَقَعَ الْاِثْنَتَانِ فِیْ مَرَّةٍ اَوْ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ ثَبَتَ طَلَاقُهَا ثَلَاثًا فِیْ مَرَّةٍ اَوْ مَرَّاتٍ فَلَا تَحِلُّ الخ کَمَا اِذَا قَالَ لَهَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا وَهٰذَا هُوَ الْمُجْمَعُ عَلَیْهِ۔

(تفسیر الصاوی: ۱/ ۱۷۲)

ترجمہ: فَاِنْ طَلَّقَهَا یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دی خواہ پہلی دو طلاقیں اکٹھی ہوں دیں ہوں یا دو بار دوی ہوں۔ اسی طرح اگر عورت کو تین طلاقیں اکٹھی دی یا متفرق جیسے مرد کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ عورت اس آدمی کے لیے حلال نہیں اس پر اجماع ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”قَالَ الْقُرْطُبِيُّ وَحُجَّةُ الْجُمْهُوْرِ فِي اللُّزُوْمِ حَيْثُ النَّظْرُ ظَاهِرَةٌ جِدًّا وَهُوَ أَنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لِلْمُطَلِّقِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَلَا فَرْقَ مَجْمُوْعِهَا وَمُفَرَّقِهَا لُغَةً وَّشَرْعًا۔“

(فتح الباری:۹/۴۵۶)

ترجمہ: اکٹھی تین طلاقوں کے لازم ہونے پر جمہور کی دلیل یہ ہے جس عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں وہ طلاق دہندہ کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے وہ عورت نکاح نہ کرے۔ اور لغۃً و شرعاً اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا متفرق ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر اور مفہوم میں دفعۃً تین طلاقیں دینا بھی داخل ہے اور یہ متفرق طور پر ہی تین طلاقوں کے لیے ہی متعین نہیں اور نہ اس میں یہ نص ہے کہ دفعۃً تین طلاقوں کو یہ شامل نہ ہو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (المتوفی:۶۸ھ) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔

(سنن الکبری:۷/۳۷۶)

ترجمہ: اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوں تو وہ اس کے لیے حلال نہیں حتی کہ وہ کسی اور مرد نکاح نہ کرے۔

حافظ ابنِ حزم ظاہری مذکورہ بالا آیت کے متعلق لکھتے ہیں:

”فَهٰذَا يَقَعُ عَلَى الثَّلَاثِ مَجْمُوْعَةً وَّ مُفَرَّقَةً وَّلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّخَصَّصَ لِهٰذِهِ الْاٰيَةِ بَعْضٌ ذَالِكَ دُوْنَ بَعْضٍ بِغَيْرِ نَصٍ۔

ترجمہ: یہ مضمون ان تین طلاقوں پر بھی سچا آتا ہے جو اکٹھی ہوں اور ان پر بھی جو الگ الگ ہوں اور بغیر کسی نص کے اس آیت کو تین اکٹھی طلاق کو چھوڑ کر صرف متفرق کے ساتھ خاص کر دینا صحیح نہیں ہے۔

(محلی ابن حزم ۱۰/۲۰۷، دوسرا نسخہ صفحہ ۱۷۵۶، مسئلہ: ۱۹۰۵)

علامہ ابن حزم ظاہری کو غیر مقلدین اپنا ہم مسلک غیر مقلد واہلِ حدیث قرار دیتے ہیں۔
حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بعض اہلِ علم نے انہیں مذہب ظاہریہ یعنی محمد بن اسحاق راہویہ کا مقلد قرار دیا ہے مگر جس حد تک ان کی تحقیق کا تعلق ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ غیر مقلد اور پکے اہلِ حدیث تھے۔“

(اختلافِ امت کا المیہ صفحہ ۱۳۲، بحوالہ مقدمہ رسائل اہلِ حدیث ۲/ ۱۱۰)

امامِ آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان لکھتے ہیں:

”قَالَ ابْنُ حَزْمٍ مِنْ اَصْحَابِنَا، ہمارے اصحاب میں سے ابن حزم نے کہا۔“

(نزل الابرار:۱/ ۱۲۵)

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”مشہور غیر مقلد عالم اور منجلیق الغرب حافظ ابن حزم الظاہری۔“

(علمی مقالات:۲/ ۲۴۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”علامہ ابنِ حزم اندلسی نے اپنی ”غیر مقلدیت“ تلوّن مزاجی کے باوجود اجماع صحابہ کو حجت قرار دیا ہے۔“

(الحدیث: شمارہ:۹۱ صفحہ ۳۸)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حافظ ابن حزم اندلسی الظاہری گو ظاہری ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو اہلِ حدیث شمار فرماتے ہیں۔“

(تحریک آزادئ فکر صفحہ ۳۵۱)

یہاں مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد کی عبارت پڑھتے چلیں۔ وہ قرآن کی ایک آیت کی بابت لکھتے ہیں:

”آیت زیرِ بحث کی تفسیر ایک جلیل القدر تابعی سے منقول ہو اور ان کی تائید امام ابن

جریرؒ اور علامہ ابن حزم ایسے مقتدر ائمہ دین کر رہے ہوں، پھر اس تفسیر کے مطابق صحابہ کرام کی اور تابعین عظام کی ایک جماعت کا عمل بھی ہو مگر بایں ہمہ غیر مقبول ہو، آخر ناانصافی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔"

(توضیح الکلام صفحہ ۱۲۳)

غیر مقلدین کا دعوی ہے کہ قرآن میں تین طلاقوں کے ایک ہونے کی بات مذکور ہے۔(دین الحق :۶۴۶/۲) مگر اس کی تائید میں صحابی، تابعی بلکہ اسلام کی پہلی سات صدیوں میں سے کسی مستند عند الفریقین شخصیت کا قرآن سے استدلال پیش نہیں کیا۔ پھر بھی یہ استدلال ان کے ہاں مقبول ہے لیکن آیت زیر بحث سے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام قرطبی رحمہ اللہ، علامہ ابن حزم ظاہری اور علامہ احمد بن محمد الصاوی رحمہ اللہ نے استدلال کیا، پھر صحابہ کرام اور تابعین عظام بلکہ بعد کی صدیوں کے محدثین وفقہاء کا مسلک بھی تین طلاقوں کے تین ہونے کا ہے "مگر بایں ہمہ غیر مقبول ہو، آخر ناانصافی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔"

مولانا امین محمدی غیر مقلد نے یہاں اعتراض کرتے ہوئے کہا:

"اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو لازماً یہ کہنا پڑے گا کہ اگر کوئی شخص دو طلاقوں کے فورا بعد تیسری طلاق نہیں دیتا بلکہ کچھ دن بعد دیتا ہے تو اس کی بیوی تیسری طلاق کے بعد بھی اس کے لئے حرام نہیں ہو گی۔ فوراً بعد دینے سے حرام ہو گی، فورا بعد نہیں دیتا تو پھر حرام نہیں ہو گی۔"

(مقالہ)

حضرت مولانا حافظ عبد القدوس خان قارن دام ظلہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

"محمدی صاحب اس قاعدے سے بھی ناواقف نظر آتے ہیں کہ احناف کے نزدیک تو مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا اس لئے جتنی بات عبارت سے ثابت ہو گی، اس کا اعتبار ہو گا اور اس کا دوسرا پہلو مستقل مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسے جب یہاں کہا کہ فی الفور تیسری طلاق دے دے تو اس سے اسی کا حکم اخذ ہو گا باقی رہا یہ کہ اگر فی الفور نہ دے تو یہ اس کا مفہوم مخالف ہے اور یہ مستقل مسئلہ ہے، اس سے اس کی نفی نہیں ہوتی۔ اسی لئے عمدۃ الاثاث میں واضح کیا

گیا ہے: ”ہاں عموم الفاظ اور دیگر دلائل کے پیش نظر ہر ہر طہر پر دی گئی طلاق بھی اس کے عموم میں شامل ہے۔“

(جواب مقالہ صفحہ ۱۱۸)

مولانا امین محمدی غیر مقلد نے اس جگہ ایک مزید اعتراض کیا:

”اور پھر یہی حرف فاء آگے آنے والے فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا میں موجود ہے تو پھر اس کا مطلب یہ کرنا پڑے گا کہ دوسرا خاوند ہاں اگر دوسرا خاوند طلاق دے دے یہاں بھی ہے فان طلقها نکاح کے بعد فان طلقها یعنی نکاح کے بعد اگر خاوند فوراً نکاح کے بعد طلاق دے تو پھر پہلے خاوند کے لیے حلال ہو گی۔ اگر دو چار، دس دن بعد میں دے تو پھر؟ لیکن پھر نہیں حلال... اپنا استدلال دیکھیں اور آئینہ بھی دیکھیں کہ کہیں کوئی شرمندگی کے آثار ہیں یا نہیں۔“

(مقالہ)

قارن صاحب نے اس کا یوں جواب دیا:

”باقی جناب محمدی صاحب کا یہ کہنا کہ فان طلقها فلاجناح عليهما میں بھی فاء الخ تو عرض ہے کہ اس میں فا تعقیب کے لیے نہیں ہو سکتا اس لئے کہ صحیح روایات میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب ایک عورت نے پہلے خاوند کی جانب لوٹنے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک دوسرا خاوند ہم بستری نہ کرے اس وقت لوٹنے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا جب تک دوسرا خاوند ہم بستری نہ کرے اس وقت تک پہلے خاوند کے لئے یہ عورت حلال نہیں ہو سکتی۔ (بخاری ص ۷۹۱ ج ۲ و مسلم ص ۴۶۳ ج ۱) اگر یہاں فاء تعقیب کے لیے ہوتی تو ہم بستری کو شرط قرار دیا جاتا۔ پھر جناب محمدی صاحب فرماتے ہیں اپنے استدلال دیکھیں اور آئینہ بھی دیکھیں کہ کہیں کوئی شرمندگی کے آثار ہیں کہ نہیں تو عرض ہے کہ استدلال تو امام شافعیؒ اور امام بیہقیؒ نے کیا ہے۔ مولانا صفدر صاحب دام مجدہم (رحمہ اللہ) نے تو اس استدلال کی وضاحت کی ہے۔ اگر محمدی صاحب امام شافعیؒ اور امام بیہقیؒ کو آئینہ دکھانا کر

شرمندگی کے آثار دیکھنا چاہتے ہیں تو اس سے بہتر ہے کہ وہ آئینہ میں خود جھانک لیں اگر "ہر چہ خواہی کن" تک نوبت نہ پہنچ گئی ہو تو جو وہ دیکھنا چاہتے ہیں ان کو وہاں ضرور نظر آجائے گا۔"

(جواب مقالہ صفحہ ۱۱۸،۱۱۹)

قرآن سے استدلال کے حوالہ سے غیر مقلدین کا طرز عمل بھی جانتے چلیں۔ مولانا داود ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"مرد کو عدت کے دَوران رجوع کا حق قرآن نے دیا ہے اور یہ حکم عام ہے جس میں ہر طلاق دینے والا اور ہر مطلقہ عورت داخل ہے۔"

(دین الحق: ۲/۶۴۷)

پھر اس عموم پہ اُن کا اپنا عمل بھی نہیں اس لئے کہ وہ بھی شرعی طریقہ پہ دی جانے والی متفرق تین طلاقوں کے بعد رجوع کے قائل نہیں۔

مگر دوسروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کا تین ہونا دکھاؤ۔ بلکہ اس سے بڑھ کر وہ بالکل غیر متعلقہ آیت سے بھی استدلال کر لیا کرتے ہیں مثلاً وان لیس للانسان الا ماسعی سے مقتدی کی فرضیت مراد لیتے ہیں۔ (توضیح الکلام صفحہ ۱۱۷)

حالاں کہ اس آیت میں نہ نماز کی بات ہے، نہ فاتحہ کی اور نہ مقتدی کی۔

تیسری آیت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَن يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔

(سپارہ:۲۸، سورہ الطلاق، آیت:۱)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود سے آگے نکلے، اُس نے خود اپنی جان پر ظلم کیا۔ تم نہیں جانتے، شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَالرَّدُّ عَلٰى هٰؤُلَاءِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ الخ يَعْنِىْ اَنَّ الْمُطَلِّقَ قَدْ يَكُوْنَ

لَہٗ نَدَمٌ فَلَا یُمْکِنُ تَلَافِیْہِ لِوُقُوْعِ الْبَیْنُوْنَۃِ۔“

(اکمال المعلم:۵/۲۰)

ترجمہ: تین طلاقوں کو ایک قرار دینے پر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں رد ہے یعنی کبھی طلاق دینے والا نادم ہوتا ہے کیوں کہ جدائی واقع ہونے کی وجہ سے اس کے لیے تدارک کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ (اور اگر تین طلاقوں سے ایک طلاق رجعی واقع ہو تو تدارک ہو سکتا ہے تو اس میں ندامت نہ ہو گی)

امام محمد بن حذیفہ الوشتانی الابی المالکی (وفات:۸۲۷یا۸۲۸) مسلم شریف کی شرح میں اکٹھی تین طلاق کے ایک طلاق رجعی ہونے کو خلاف قرآن ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَیُرَدُّ عَلَیْہِمْ قَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا﴾ لِاَنَّ الْمَعْنٰی لَا تَدْرِیْ اَیُّہَا الْمُطَلِّقُ ثَلَاثًا لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا اَیْ یُحْدِثُ لَکَ نَدَمًا فَلَا تَتَمَکَّنُ مِنَ الرَّجْعَۃِ لِوُقُوْعِ الْبَیْنُوْنَۃِ فَلَوْ کَانَ اِنَّمَا یَلْزَمُ الْوَاحِدَۃُ لَمْ یَکُنْ لِلنَّدَمِ وَجْہٌ۔“

(اکمال اکمال المعلم:۴/۱۰۹)

ترجمہ: اکٹھی تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دینا قرآن کے خلاف ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے اکٹھی تین طلاقیں دینے والے! تو نہیں جانتا کہ شاید اللہ تعالیٰ تیرے دل میں ندامت پیدا کر دیے اور جدائی واقع ہو جانے کی وجہ سے تیرے لئے رجوع کرنا ممکن نہ ہو گا تو اسے طلاق دینے والے تو ہمیشہ نادم رہے گا اور اگر ایک طلاق رجعی واقع ہو تو ندامت کی کوئی وجہ نہیں۔

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وَاحْتَجَّ الْجُمْہُوْرُ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی (وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا) قَالُوْا مَعْنَاہُ اَنَّ الْمُطَلِّقَ قَدْ یَحْدُثُ لَہٗ نَدَمٌ فَلَا یُمْکِنُہٗ تَدَارُکُہٗ لِوُقُوْعِ الْبَیْنُوْنَۃِ فَلَوْ کَانَتِ الثَّلَاثُ لَا تَقَعُ لَمْ یَقَعْ طَلَاقُہٗ ھٰذَا اِلَّا رَجْعِیًّا فَلَا یَنْدَمُ۔“

(شرح مسلم:۱/۴۷۸)

ترجمہ: جمہور نے تین طلاقوں کے واقع ہونے پر اللہ کے اس ارشاد سے دلیل پکڑی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کیا تحقیق اس نے اپنے اوپر ظلم کیا تو نہیں جانتا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کے دل میں ندامت پیدا کرے۔ انہوں نے کہا: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کہ (اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس) طلاق دینے والے کو ندامت ہوگی اور اس ندامت کا اس کے لیے تدارک کرنا ناممکن ہوگا کیوں کہ تین طلاقوں سے بینونت کبری واقع ہو چکی ہے پس اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوں تو یہ طلاق رجعی واقع ہوگی تو اس کو ندامت نہ ہو (کیوں کہ وہ رجوع کر سکتا ہے)

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”يَعْنِيْ اَنَّ الْمُطَلِّقَ ثَلَاثًا قَدْ يَحْدُثُ لَهُ نَدَمٌ فَلَا يُمْكِنُهُ التَّدَارُكُ لِوُقُوْعِ الْبَيْنُوْنَةِ فَلَوْ كَانَتِ الثَّلَاثُ لَا تَقَعُ اِلَّا رَجْعِيًّا فَلَا يُتَوَجَّهُ هٰذَا التَّهْدِيْدُ۔“

(مرقاۃ المفاتیح: ۶/ ۲۹۳)

ترجمہ: تین طلاق دینے والے کے دل میں کبھی ندامت پیدا ہوتی ہے لیکن خاوند بیوی کے درمیان جدائی کی وجہ سے تدارک ممکن نہیں ہوتا پاس اگر تین طلاقوں سے ایک طلاق رجعی واقع ہو تو یہ وعید بے موقع ہو جاتی ہے۔

مجلہ البحوث الاسلامیۃ میں ہے:

”عَلٰى اَنَّ فِيْ فَحْوَى الْاٰيَةِ الَّتِيْ ذِكْرُ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ دَلَالَةً عَلٰى وُقُوْعِهَا اِذَا طَلَّقَ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَن يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ فَلَوْلَا اَنَّهُ اِذَا طَلَّقَ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ وَقَعَ مَا كَانَ ظَالِمًا لِنَفْسِهٖ بِاِيْقَاعِهٖ وَلَا كَانَ ظَالِمًا لِنَفْسِهٖ بِطَلَاقِهٖ وَفِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ دَلَالَةً عَلٰى وُقُوْعِهَا اِذَا طَلَّقَ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ۔“

(مجلة البحوث الاسلامية جلد ا شمارہ نمبر ۳، سن ۱۳۹۷ھ بعنوان الطلاق الثلاث)

ترجمہ: علاوہ اَزیں جس آیت میں عدت سے پہلے طہر میں طلاق دینے کا حکم ہے اس کے بعد والے فرمانِ الٰہی سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی قرآن کے مذکورہ بالا طریقہ کے خلاف

طلاق دے تو وہ واقع ہو جاتی ہے وہ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ، یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے پس اگر معصیت والے طریقہ سے طلاق دینے طلاق واقع نہ ہو تو اس طلاق کے واقع کرنے سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا نہ ہو گا۔ پس اس آیت میں دلیل ہے کہ خلاف شرع طریقہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

تنبیہ: قرآن کریم کی آیات کی تفسیر کی بابت پچھلے صفحات میں مذکور بہت سا حصہ حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دام ظلہ کی کتاب ''حرام کاری بچئے'' سے ماخوذ ہے۔

(جاری)

علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ

پہلے زمانے کے فقہاء حدیث کے زبردست ماہر ہوتے تھے

امام ذہبی رحمہ اللہ الامام العلامہ شیخ الحنفیہ بخراسان ابو الحسن علی بن موسیٰ القمی الحنفی رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں کہ بہت سے علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔۔۔۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں جہاں محدثین فقہ میں ماہر ہوتے تو دوسری طرف اہل رائے یعنی فقہاء حدیث میں بہت زیادہ مہارت و بصیرت (بصراء بالحدیث) رکھتے احادیث کے حصول کیلئے قریہ قریہ سفر کرتے اور حدیث کی معرفت میں کوشش کرتے۔

(سیر اعلام النبلا جلد 10 صفحہ 457)

امام قمی رحمہ اللہ کا انتقال 593 ہجری میں ہوا جب اس زمانے میں فقہاء حدیث کے عالم ہوتے صرف عالم ہی نہ بہت زیادہ اس فن میں صاحب بصیرت ہوتے اور اس کو سیکھتے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو مجتہد مطلق پہلی صدی ہجری کے فقیہ تھے ان کی حدیث کی طلب شوق و مہارت کا کیا عالم ہو گا؟ یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگردوں کے شاگرد بعد میں امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ بنے۔ الحمد اللہ

علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ (ماخوذ دعوت اسلامی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

صلوٰۃ الغوثیہ کی بدعت

عطار صاحب ’’فیضان سنت‘‘ کے خوشنما عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

’’صلوۃ الاسرار

حاجت پوری ہونے کے لئے نماز اسرار بھی نہایت ہی موثر ہے۔ اگر کسی جائز مقصد کیلئے صدق نیت سے یہ نماز ادا کر لی جائے تو اس سے ان شاء اللہ وہ مقصد ضرور پورا ہو گا۔ اس نماز کو نماز غوثیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ نماز بے شمار علماء ومشائخ سے منقول ہے۔ اس نماز کے راوی خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

نماز غوشیہ ادا کرنے کا طریقہ

مغرب کی نماز کے تین فرض اور سنتیں پڑھ کر دو رکعات نفل ادا کیجئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھیں سلام پھیرنے کے بعد اللہ کی حمد وثنا کریں پھر سرکار مدینہ ﷺ پر گیاہ بار درود وسلام عرض کریں اور گیارہ بار یہ کہیں:

یا رسول اللّٰہ یانبی اللّٰہ اغثنی وامددنی فی قضاءحاجتی یاقاضی الحاجات

یارسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے! میری حاجت پوری ہونے میں۔ اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

پھر عراق شریف (بغداد معلی) کی جانب گیارہ قدم چلیں ہر قدم پر یہ کہیں۔

یاغوث الثقلین و کریم الثقلین اغثنی و امددنی فی قضاءحاجتی یاقاضی الحاجات

اے جن وانس کے فریادرس! اور اے (ماں اور باپ) دونوں طرف سے بزرگ میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے میری حاجت پوری ہونے میں اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

(فیضان سنت طبع اول، ص۹۷۷،۹۷۸)

العیاذ باللہ! حالانکہ یہ نماز نہ صرف سراسر بدعت ہے اس کا پڑھنے والا پکا بدعتی ہے بلکہ پکا مشرک اور دائرہ اسلام

سے خارج ہے۔

"یہ نماز بے شمار علماء و مشائخ سے منقول ہے۔ اس نماز کے راوی خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہیں"۔

کا دعوی نری کذب بیانی و سیاہ جھوٹ ہے۔ یہ بدعی نماز کئی منکرات و خرافات پر مشتمل ہے:

اول تو اس نماز کو "فیضان سنت" کے تحت درج کر کے اسے سنت کا درجہ دیا جا رہا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ نماز ایک عبادت ہے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے نمازیں اور عبادتیں ایجاد کرے۔

ثانیاً اس میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جن و انس کا فریاد رس، حاجت روا، مشکل کشا کہا گیا اور اسی نظریہ سے یہ نماز پڑھی جاتی ہے ماقبل میں عطاریوں رضاخانیوں کے عقائد گزر چکے کہ وہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو "الہ" کا درجہ دیتے ہیں۔ لہذا یہ لوگ اس نماز کو شیخ کی عبادت کے طور پر ادا کر کے اس کے بعد مشکل کشائی و حاجت روائی کیلئے شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے معاذ اللہ دعائیں مانگتے اور حاجتیں طلب کرتے ہیں یہ سب بدترین شرک و کفر ہے۔

عطاری رضاخانی لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے کہتے ہیں کہ یہ نماز محض "نفل" ہے اور شیخ رحمہ اللہ سے مانگنا محض "توسل" ہے۔ حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ اس نماز کے بعد عطاری رضاخانی شیخؒ سے توسل نہیں بلکہ حاجت روائی طلب کرتے ہیں اور اسی عقیدے سے یہ بدعی نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ ایک رضاخانی اس نماز کے متعلق اپنے عقیدے کی وضاحت یوں کرتا ہے:

"الغرض شان مرتضوی کی ایک بہت بڑی صفت مشکل کشائی ہے اور میرے غوث اعظم، قطب ربانی، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، شیخ الجن والانس بھی اس شان سے متصف ہیں یہی وجہ ہے کہ لاچاروں، بے سہاروں، اپنے نام لیواوں کی مصیبتوں اور آفتوں کے وقت دستگیری فرمانے والے ہیں ہر سخت گھڑی میں عقیدہ کشائی فرمانے والے ہیں"۔

(صلوۃ غوثیہ، ص۵، از محمد امیر شاہ گیلانی قادری)

اور ایک مشرک تو اپنے مشرکانہ نظریہ یوں کھل کر بیان کرتا ہے:

"بارگاہ غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ میں فریاد

غوث اعظم بمن بے سر و ساماں مددے

قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے

بے سہاروں کے سہارا، لاچاروں کے دستگیر، شہنشاہ بغداد آرزوؤں کے ہاتھ آپ کے دربار گہر بار کی طرف پھیلے ہوئے ہیں، آنسوؤں سے بوجھل آنکھیں داستان غم سنا رہی ہیں، قلب حزیں بے تاب دھڑکنوں کے ساتھ افسانہ دل کہہ رہا ہے، صدقہ رسول ہاشمی کا، صدقہ سیدہ فاطمہ کے مبارک آنچل کا، صدقہ کربلا کے باعظمت مسافروں کا، دھڑکتے دل اور جھکی گردن کی لاج رکھ لیجیے۔ سنا ہے آپ دردمندوں کی فریاد سنتے ہیں، غموں کا مارا ہوا دل آپ کو پکار رہا ہے، قلب حزیں امیدوں کے ساتھ آپ کو آواز دے رہا ہے، نالہ دل آپ کی نگاہ عنایت کا متمنی ہے، غموں کی مسلسل چوٹ سے آب گینہ دل ٹوٹ کر رہ گیا ہے۔ شان کرم کی عطا چاہیے، وہ عطا جس سے دلوں کی دنیا میں انقلاب آیا، وہ عطا جس سے سوئے بھیے جاگ اٹھے، وہ عطا جس سے رہزن رہبر بن گئے، وہ عطا جس سے ایمان کی کھیتی سیر اب ہوئی اپنے بھکاری کا دامن مرادوں سے بھر دیجیے ، سنا ہے کہ آپ کوئی دم میں غربت اور افلاس کے ماروں کے دامن بھر بھر دیتے ہیں، آپ کی سخاوت اور عطا کے آگے لینے والوں کے دامن تنگ پڑ جاتے ہیں لیکن آپ کی سخاوت کے دھارے خشک نہیں ہوتے، آپ کی نوازش کے!!!

صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو

ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد!!!

اے دکھ درد کے مارے ہوؤں کو دیکھ کر بے قرار ہو جانے والے، اے سیدہ فاطمہ کے لاڈلے، اے سرکار امام حسن کے جگر گوشہ، تھر تھراتے ہاتھوں اور بہتے آنسوؤں کی لاج رکھ لیجے تکمیل تمنا کا کچھ سامان کر دیجیے ، اپنی کرامتوں کی عظمت پھر دکھائیے، ہمارے چمن سے خزاں کے اثرات دور کر کے پھر بہار آشنا کر دیجیے۔

اے شہنشاہ بغداد آپ کی ذات گرامی مجبور و ناتواں کے لیے امیدوں کا مسکن اور غم کے ماروں

کے لیے چارہ گر ہے، اپنے پیاروں کی عظمت وو قار کا صدقہ میری فریاد سنئے، اور غریبوں کی آہ و فغاں سننے والے دستگیر، دل مہجور کو توانائی دینے والے سرکار ہم غم کے مارے ہیں شکست خوردہ ہیں، زبوں حال ہیں، ناتواں ہیں ستم زدہ ہیں، بے رحم دنیانے ہمیں پسپا کر دیاہے، ہماری راحت اور ہمارا سکون چھین لیاہے، ہماری خوشیوں کا نشیمن اجاڑ دیاہے، ہم غلاموں کی درد انگیز فریاد سنئے،

ترے ہوئے ہم پر ستم ڈھائیں دشمن
ستم ہے ستم ہے ستم غوث اعظم

سنا ہے آپ امت مسلمہ کے بڑے مدد فرمانے والے ہیں، اس لیے آپ کو ساری دنیا غوث اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے، ہماری بھی مدد فرمائے، بغداد مقدس کے باوقار اور ضیا بخش گنبد میں آرام فرمانے والے دستگیر غموں سے نڈھال غلاموں کے آنسوؤں کی لاج رکھ لیجیے۔ ہماری فریاد سنیے کہ ہم کس سے کہیں؟، آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہیں، آستانہ کرم چھوڑ کر کہاں جائیں؟ اپنے عقید تمندوں اور غلاموں کا دکھ دور فرمادیجیے، شادمانی کی منزل سے ہم کنار کر دیجیے، ہماری موجودہ پریشانیوں کو ہٹادیجیے، آنے والے مصائب و آلام سے بچاکر نجات کا مژدہ سنادیجئے۔
ہمیں یقین کامل ہے کہ ہماری فریاد رائیگاں نہیں جائے گی، آپ کی مدد تو اس کو بھی پہنچتی ہے جس کا کوئی مددگار نہیں، آپ آل رسول ہیں، عاشق رسول ہیں، نائب رسول ہیں، سنتوں کے ایسے عامل ہیں کہ جس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی بھیگی پلکوں کا بھرم رکھ لیتے، دل کے جذبات کی لاج رکھ لیجیے، اور ہماری مدد فرماکر زندگی کی زبوں حالی دور فرمادیجئے۔

نہیں کوئی بھی ایسا فریادی آقا
خبر جس کی تم نے نہ لی غوث اعظم"۔

(نماز غوثیہ اور امام احمد رضا، ص۱۱،۱۰، از غلام مصطفی بفرمائش خلیفہ حضور مفتی اعظم سراج ملت حضرت مولاناسید سراج اظہر قادری، ناشر سراج ملت فاونڈیشن ممبئی)
اس شرکیہ دعاکا ایک ایک کلمہ شرک میں لتھڑا پڑا ہے۔

اول تو دعا مستقل عبادت ہے جیسا کہ ماقبل میں گزرا اس طرح کسی غیر اللہ سے دعا مانگنا اس کی مستقل عبادت ہے جو شرک صریح ہے پھر اس میں یہ جملے:

”سنا ہے آپ امت مسلمہ کے بڑے مدد فرمانے والے ہیں، اس لیے آپ کو ساری دنیا غوث اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے، ہماری بھی مدد فرمائے، بغداد مقدس کے باوقار اور ضیا بخش گنبد میں آرام فرمانے والے دستگیر غموں سے نڈھال غلاموں کے آنسوؤں کی لاج رکھ لیجیے۔ ہماری فریاد سنیے کہ ہم کس سے کہیں؟، آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہیں، آستانہ کرم چھوڑ کر کہاں جائیں؟“

استغفر اللہ !!! یا اللہ !!! ان مشرکوں پر آسمان کیوں نہیں گرتا؟ زمین کیوں نہیں پھٹتی؟۔ کیا رضاخانیوں نے اس طرح گڑگڑا کر دعائیں کبھی رب تعالی سے بھی مانگی ہیں؟ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کسی مشکل میں اسی قسم کی مناجات کوئی عطاری الیاس عطار قادری کی کسی کتاب سے دکھادے اور منہ مانگا انعام وصول کرے۔

لہذا یہ رضاخانی اس نماز کو اسی نیت و عقیدے سے پڑھتے ہیں جو کھلا ہوا شرک ہے لہذا یہ بدعتی نماز بھی ناجائز بلکہ شرک ہے۔ یہ کہنا کہ فلاں فلاں نے اپنی کتاب میں لکھا ہمارے لئے قطعاً حجت نہیں۔

اول تو ان کتب کی صحیح نسبت ان کے مصنفین کی طرف ثابت کرو۔ پھر بات کرو۔ رہی بات بہجۃ الاسرار کی جہاں سب سے پہلے اس بدعت کا ثبوت ملتا ہے تو یہ ایک غیر معتبر کتاب ہے خرافات سے بھرپور قطعاً حجت نہیں۔ ہم اس پر تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب ”نواب احمد رضاخان حیات، خدمات و کارنامے“ میں کلام کر چکے ہیں اسی کی طرف مراجعت کی جائے۔

حضرت امام سیوطی و شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہا اللہ کی کتب میں کہیں بھی اغثنی، قاضی الحاجات جیسی خرافات کا ذکر نہیں، اور نہ ہی اس قسم کی رضاخانی خرافات و عقیدے کے ساتھ اس کا ثبوت ہے۔ انہوں نے اسے محض بطور نفل نماز مشائخ کے مجربات کے طور پر نقل کیا۔

مگر اب عطاریوں نے اس نماز کو معاذ اللہ مستقل شیخؒ کی عبادت اور حاجت روائی و مشکل کشائی کے عطاری مشرکانہ نظریہ کے طور پر ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ لہذا اب اس کا ادا کرنا ہرگز جائز نہ ہو گا۔ کسی کتاب میں کسی بات کا ہونا

اس کے مستند ہونے کی دلیل نہیں۔ہم اپنی کتاب ’’نواب احمد رضاخان حیات خدمات وکارنامے‘‘ میں اس پر تفصیل سے کلام کر چکے ہیں اسی کی طرف مراجعت کی جائے۔

مولانا احمد رضاخان بریلوی لکھتے ہیں:

’’بڑے بڑے آئمہ کرام کی کتب میں سے کوئی کتاب بھی ایسی نہیں کہ اس کے بعض مقامات قابل تنقید و تنقیح نہ ہوں‘‘۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج۷، ص ۵۵۲، رضافاؤنڈیشن)

لہذا اگر بالفرض کسی نے اس نماز کو ذکر کیا بھی ہے تو ہماری تنقیح یہ ہے کہ بطور نفل نہ کہ اس شرکیہ نظریہ کے ساتھ جواب اس نماز کے متعلق بن چکا ہے پھر بھی نہ مانیں تو ہماری طرف سے ’’تنقید‘‘ ہے ہم تسلیم نہیں کرتے۔

نیز کسی بزرگ کے قول سے کسی چیز کا جواز ثابت نہیں ہوتا اس پر خود رضاخانی کتب کے حوالے ’’دروس مناظرہ‘‘ میں درج کئے جا چکے ہیں اسی کی طرف مراجعت کرلی جائے۔

حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ کی طرف تو اول اس رسالہ کا ثبوت صحیح سند کے ساتھ دیا جائے۔

ثانیاً بندہ شیخؒ کا انتہائی ادب کرتا ہے۔مشکوۃ کے سالانہ درس میں ان کی ’’لمعات التنقیح‘‘ سے بہت زیادہ استفادہ کرتا ہے۔بندہ ان کی عقیدت میں کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں لیکن شیخؒ تصوف کے مسائل میں انتہائی متساہل واقع ہوئے ہیں۔ہر رطب و یابس کو بنا تحقیق کتاب میں درج کر دیتے ہیں۔لہذا اس باب میں ان کی اس قسم کی باتوں کا رضاخانی اصولوں کی بنا پر کوئی اعتبار نہیں۔اور نہ اس باب میں حضرت شیخؒ کی اس قسم کی خرافات ہمارے لئے حجت ہیں۔

محدث دیار ہند علامہ عبد الحئی لکھنویؒ جن کو رضاخانیوں نے بھی اپنے اکابر میں سے تسلیم کیا ہے مشائخ کی کتب میں موجود نمازوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ اگر انہیں محض نفل کی حد تک پڑھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر:

’’یہ نمازیں خلاف شرع امور و نظریات کے ساتھ ادا کی جائیں، انہیں سنت، فرض، واجب، مستحبات سے زیادہ درجہ دیا جائے اور ان کا استحباب و فضیلت ایسی ہی مانی جائے جیسا کہ شرع سے ثابت نمازوں کی اور ان کے متعلق ایسے ہی ثواب کی امید رکھی جائے جیسے رسول اللہ ﷺ سے ثابت نمازوں و نوافل کا ثواب ہے تو یہ سب بدعت و ناجائز ہوگا‘‘۔

(الآثار المرفوعۃ، ص ۱۲۲، ملخصاً)

مگر یہاں تو معاملہ مستحب، واجب، سنت، فرض سے بڑھ کر عبادت تک چلا گیا ہے اور شرک جیسے حرام میں لوگ اس کی وجہ سے مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس سے بڑا شرک و حرام کیا ہو گا کہ جس نماز کے بعد رو رو کر شکستہ دل کے ساتھ اللہ سے دعائیں اور حاجتیں مانگنی چاہئے تھیں اب لوگ اللہ کو چھوڑ کر روتی آنکھوں، شکستہ دل کے ساتھ شیخ جیلانیؒ سے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اور یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ آپ کے در کو چھوڑ کر جائیں تو کہاں؟ آپ اگر دعائیں قبول نہیں کریں گے، حاجتیں پوری نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟

محدث دیار ہند علامہ عبد الحیٔ لکھنویؒ صوفیاء کی کتب میں موجود اس قسم کی نمازوں کے منکرات و خرافات کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"لوگ ان نمازوں کا ایسا اہتمام کرنے لگے ہیں کہ اشراق، چاشت، ظہر عصر عشاء کی سنتوں اور تہجد کا ایسا اہتمام نہیں کرتے۔ اللہ کی قسم یہ کھلی سرکشی اور اللہ کے دین کے ساتھ کھلی دشمنی ہے۔ بلکہ بعض بدبخت تو ان نمازوں کی وجہ سے جماعت کی نمازوں سے بھی محروم ہیں جتنا خشوع و خضوع ان نمازوں میں کرتے ہیں اللہ کے آگے فرض نمازوں میں نہیں کرتے۔ یہ کھلی ہوئی جہالت اور شیطانی مکر ہے"۔

(الآثار المرفوعۃ، ص ۱۲۰، **ملخصاً**)

مگر یہاں تو بات شرک تک چلی گئی ہے لہذا اس قسم کی نمازیں نماز نہیں سراسر خرافات ہیں یہ "صلوۃ الاسرار" نہیں بلکہ "صلوۃ الاشرار" ہے یہ "صلوۃ الغوثیہ" نہیں بلکہ "**صلوٰۃ الابلیسیہ**" ہے۔

کسی صوفی کی کتاب میں اس قسم کی چیزوں کا ہونا اس کے حجت یا صحیح ہونے کی دلیل نہیں چنانچہ شیخ محدثؒ فرماتے ہیں:

قد مرغیر مرۃ انہ لاعبرۃ بذکر امثال ھذہ الصلوات فی الاحیا ،وقوت القلوب والغنیۃ و غیرھا من کتب الصوفیۃ۔

(الاثار المرفوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، ص ۸۲، دار **الکتب العلمیہ** بیروت)

ما قبل میں کئی دفعہ یہ اصول گزر چکا کہ اس قسم کی (بدعی) نمازوں کا احیاء علوم الدین، قوت القلوب، غنیۃ الطالبین جیسی صوفیاء کی کتب میں ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ (قسط:۷)

غیر مقلدین کا قیاسی دین

زکوۃ کے مسائل

بھینس کی زکوۃ کو گائے کی زکوۃ پر قیاس

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حافظ عبد اللہ روپڑی مرحوم نے اس سلسلہ میں بڑا اچھا موقف اختیار کیا ہے کہ زکوۃ کے سلسلہ میں احتیاط یہ ہے کہ گائے پر اسے قیاس کرتے ہوئے اس سے زکوۃ دی جائے اور قربانی کے سلسلہ میں احتیاط یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔“

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۴/۳۵۹)

رمضان کے مسائل

لمبے دنوں والے لوگ آس پاس کے علاقوں پر قیاس کرکے روزہ رکھیں

مولانا محمد امین اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وہ علاقے جہاں شب و روز کا انتظام دنیا کے معتدل علاقوں سے مختلف ہے وہاں چوبیس (۲۴) گھنٹوں کے حساب سے یا قریب تر معتدل علاقے پر قیاس کرکے نماز و روزہ کی ادائیگی کی جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔“

(روزہ: احکام و مسائل صفحہ ۵۶)

سامع کو امام پر قیاس

محمد عثمان ماستی نامی کسی شخص نے سوال کیا:

”تراویح میں ایک شخص تو حافظ قرآن سناتا ہے لیکن سامعین جماعت میں کوئی حافظ سامع نہیں۔ اگر ایسے وقت کوئی ناظرہ قرآن شریف صف اول میں بیٹھ کر سنتا رہے اور ٹوکتا، بتاتا رہے۔ اور وقت رکوع و سجود شریک جماعت ہو جایا کرے تو از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟“

مولانا ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد نے اس سوال کا یوں جواب دیا:

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام تراویح میں امام ہوتا تو قرآن مجید دیکھ کر پڑھتا تھا اور حضرت ممدوحہ کی اقتداء میں نماز پڑھتی تھیں۔ اس واقعہ پر قیاس کیا جائے تو صورت مرقومہ جائز ہے۔“

(فتاویٰ ثنائیہ: ۱/ ۶۵۵)

اس فتوے میں چند باتیں قابل توجہ ہیں۔

۱۔ امر تسری صاحب کا دیا گیا فتویٰ قیاسی ہے۔

۲۔ مزید یہ کہ انہوں نے قیاس بھی قرآن کی کسی آیت یا حدیثِ نبوی پہ نہیں کیا بلکہ امتی کے عمل پہ قیاس کیا۔

۳۔ سائل نے کہا: از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟“ جواب میں امر تسری صاحب نے قیاس پیش کر دیا جس سے انہوں نے تاثر دیا کہ قیاس سے دیا گیا فتویٰ بھی شرعی ہوتا ہے۔

۴۔ مولانا شرف الدین دہلوی غیر مقلد کو امر تسری صاحب کے فتوی سے جہاں اختلاف ہوتا ہے تو وہ ”شرفیہ“ عنوان قائم کر کے اپنا اختلاف لکھ دیتے ہیں مگر اس جگہ انہوں نے کوئی اختلافی نوٹ نہیں لکھا۔

تراویح پڑھانے والے کی اقتداء میں فرض پڑھنے کا قیاسی مسئلہ

مولانا ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”جس نے فرض نماز نہ پڑھی ہو وہ تراویح میں مل کر فرض ادا کرے جیسے حضرت معاذؓ کے مقتدی کرتے تھے، یہ مسئلہ اہلِ حدیث کا ہے، حنفی مذہب کا نہیں۔“

(فتاویٰ ثنائیہ: ۱/ ۶۱۶)

امر تسری صاحب کا تحریر کردہ مذکورہ بالا مسئلہ مولانا شرف الدین دہلوی کے نزدیک نہ صرف قیاسی ہے بلکہ باطل اور خلافِ حدیث قیاس ہے۔ چنانچہ دہلوی صاحب نے اس پہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”یہ مسئلہ معاذؓ والی حدیث پر قیاس کیا گیا ہے، مگر یہ قیاس صحیح نہیں، اس لئے کہ معاذؓ کی نماز گو نفل ہے مگر نیت تھی کہ میں فرض پڑھ رہا ہوں اور اقامت بھی فرائض کی تھی اور یہ صورت بالکل صحیح ہے اور جب امام تراویح کی نیت سے پڑھ رہا ہے اور اقامت فرائض بھی نہیں

تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔ ایسے ہی ایک وقتی فرض پڑھ رہا ہے اس کے پیچھے قضائی کی نیت سے فرض پڑھنا ثابت نہیں، سب کی دلیل حدیث نبوی اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا التی اقیمت رواہ الطبرانی فی الاوسط، التلخیص الحبیر و کنوز الحقائق للمناوی برحاشیہ جامع صغیر ج1 مصری۔ یہ قیاس در قیاس باطل ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۶۱۶)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امر تسری صاحب کا مسئلہ قیاسی ہے اور مسئلہ کو قیاس کسی آیت و حدیث نبوی پر نہیں کیا، امتیوں کے عمل پر کیا اور پھر مزید یہ کہ دہلوی صاحب کے بقول یہ قیاس باطل ہے۔

روزہ میں خون نکالنے کو سینگی پر قیاس

محمد امین نامی کسی شخص نے سوال کیا:

"بحالتِ روزہ کسی مریض کو خون کا عطیہ دینا جائز ہے؟"

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد نے اس کا جواب دیا:

"بحالتِ روزہ کسی مریض کی جان بچانے کے لیے خون کا عطیہ جائز ہے لیکن خون دینے والے کو بعد میں روزہ رکھنا ہو گا۔ کیوں کہ جسم سے کافی خون نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسے سینگی لگوانے کے عمل پر قیاس کیا جائے گا۔"

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ۱/۲۱۴)

روزہ کی حالت میں غرارے کو دوا پر قیاس

خانیوال سے کسی ابو بکر نامی شخص نے سوال کیا:

"دوا کے ساتھ غرارے کرنے سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟"

حافظ عبد الستار حماد غیر مقد نے اس سوال کے جواب میں لکھا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو بوقت وضو مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی چڑھانے سے منع کیا ہے، حدیث میں ہے: "کہ وضو کرتے وقت ناک میں مبالغہ کے ساتھ پانی چڑھاؤ، الا یہ کہ تم بحالتِ روزہ ہو۔" [سنن ابی داود: الطہارۃ، ۱۴۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے روزے دار کے لیے یہ پابندی اس لئے لگائی ہے کہ مبادا پانی پیٹ میں چلا جائے اور اس کا روزہ خراب ہو جائے، غرارے کرنے کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔“

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۱/۲۱۴)

حالتِ روزہ میں ٹوتھ پیسٹ کو مسواک پر قیاس

کسی نے سوال کیا:

”اکثر سنا ہے کہ ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کتاب و سنت کی روشنی میں اس کے متعلق وضاحت کریں؟“

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد نے اس کے جواب میں لکھا:

”بعض چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہ تھیں اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وقت ان کا وجود تھا، انسانوں نے انہیں اپنے فائدے کے لیے ان زریں ادوار کے بعد ایجاد کیا ہے۔ ان میں ٹوتھ پیسٹ اور ٹوتھ پاؤڈر (منجن) ہے۔ روزے کی حالت میں اس کے استعمال کے متعلق شرعی حکم جاننے کے لیے اشباہ اور نظائر کو سامنے رکھنا ہو گا۔ ہم مسواک پر قیاس کرتے ہیں... اس لئے ٹوتھ پیسٹ ذائقہ دار ہونے کے باوجود بحالتِ روزہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ استعمال کرتے وقت یہ احتیاط ضرور کی جائے کہ اس کا لعاب حلق کے نیچے نہ اترنے پائے۔“

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۲/۲۴۲)

(جاری)

مولانا ابو حمزہ محمد ذیشان یوسف چنیوٹی حفظہ اللہ (ماخوذ از نقد اعلاء السنن فی المیزان)

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اثری صاحب کے اعتراضات کا جائزہ

ارشاد الحق اثری صاحب اپنی کتاب اعلاء السنن فی المیزان کے صفحہ 21 پر لکھتے ہیں کہ

(علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی طرف سے۔ناقل)"یہ شوشہ بھی چھوڑا گیا کہ ان ائمہ محدثین کی کتابوں میں ان کے فقہی رجحانات کا اثر ہے"

جائزہ:

ایک محدث جن احادیث پر اعتماد فرما کر ان سے جو نتیجہ اخذ کرتے وہی ان کا فقہی رجحان ہوتا تھا۔ اور اسی کا ان کی کتاب میں اثر ہوتا تھا۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا عندیہ بھی یہی تھا۔ اثری صاحب اس بات کو "گندا اور بدبودار الزام" قرار دیتے ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر ایسا ہی ہے تو اثری صاحب کی اپنی بھی تو محدثین کے متعلق یہی رائے ہے۔ ص 21 پر فرماتے ہیں

"جس صحیح حدیث کو انہوں نے اپنے اصول و قواعد کے موافق پایا اسے اپنی کتاب کی زینت بنایا اور وہی ان کا مذہب ٹھہرا"

اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان بھی تو جناب ہی نے ذکر کیا ہے۔

"فلم یکن عندهم من الرأی ان یجمع علی تقلید رجل ممن مضی مع ما یرون من الاحادیث والآثار المناقضة فی کل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا یتتبعون احادیث النبی صلی اللہ علیه وسلم و آثار الصحابه والتابعین والمجتهدین علی قواعد احکموها فی انفسهم"

"وہ اس بات کے قائل نہ تھے کہ سلف میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے انہیں علم تھا کہ ان تمام مذاہب میں سے ہر مذہب میں ایسے مسائل ہیں کہ احادیث و آثار ان کے مخالف ہیں چنانچہ انہوں نے جملہ احادیث نبوی، آثار صحابہ و تابعین اور مجتہدین کے اقوال کا تتبع کیا اور اپنے اصول مقررہ کے مطابق مسائل کا استنباط کیا"

اثری صاحب کے کیے ہوئے ترجمے کے مطابق شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ محدثین حدیث کے

قبول ورد اور مسئلہ کے استنباط میں اپنے قواعد پر عمل کرتے تھے۔ یہ کتنا واضح اعتراف ہے کہ محدثین حدیث کے قبول ورد اور مسئلے کے استنباط میں اپنے ذاتی قواعد پر عمل کرتے تھے اور یہی فقہی رجحان ہوتا ہے۔ نجانے اثری صاحب کے نزدیک فقہی رجحان کس چڑیا کا نام ہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ ہر محدث کی کتاب میں اس کے فقہی رجحان کا اثر ہوتا تھا۔ تو کیا کسی مجتہد کو ان محدثین کی فقہی رائے کے ساتھ حکم حدیث یا فہم حدیث کی بنا پر اختلاف نہیں ہو سکتا؟ اگر نہیں ہونا چاہیئے تو خود ناقد صاحب نے اسی کتاب میں جا بجا محدثین پر جو رد کیا ہے وہ کس بنیاد پر کیا ہے؟؟؟ کہیں امام ترمذیؒ کو متساہل کہتے ہیں تو کہیں امام حاکمؒ کو، کہیں سکوت ابی داوٗدؒ پر حملہ ہے تو کہیں حافظ ابن حجرؒ کو اصول سے ہٹا ہوا کہا ہے۔ حتی کہ خود ناقد اثری صاحب کو امام مسلمؒ کے ساتھ توضیح الکلام میں حدیث "**واذا قرأ فانصتوا**" کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ عوام وخواص سبھی دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن یہ بزرگ اپنی ہر تصنیف میں "نیا گل" کھلاتے ہیں۔

اگلا اعتراض: علامہ انور شاہ کشمیریؒ پہ عمر ضائع کرنے کا الزام اور اسکا جواب

ایک غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری صاحب علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ شوشہ چھوڑنے والے بزرگ چونکہ خود عمر بھر اپنے حنفی مذہب کی اسی تناظر میں خدمت سر انجام دیتے رہے۔ جس کا احساس انہیں عمر کے آخری حصہ میں ہوا اور افسردگی کے عالم میں اعتراف کیا کہ ہم نے تو پوری عمر ضائع کر دی۔ جس کی تفصیل مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم کے رسالہ وحدت امت میں دیکھی جاسکتی ہے۔"

جائزہ:

چونکہ ناقد نے خود ہی وحدت امت میں تفصیل دیکھنے کا مشورہ دیا ہے لہذا ہم وحدت امت رسالے کی عبارت آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

رسالے کا متن:

"ایک اہم واقعہ بھی آپ کے گوش گزار کروں جو اہم بھی ہے اور عبرت خیز بھی۔ قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور سیّدی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال اسی جلسہ پر تشریف لائے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔

ایک صبح نماز فجر کے وقت اندھیرے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت سر پکڑے ہوئے بہت مغموم بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا: حضرت کیسا مزاج ہے؟ کہا ہاں! ٹھیک ہی ہے، میاں مزاج کیا پوچھتے ہو، عمر ضائع کر دی۔ میں نے عرض کیا: حضرت! آپ کی ساری عمر علم کی خدمت میں، دین کی اشاعت میں گزری ہے۔ ہزاروں آپ کے شاگرد علماء ہیں، مشاہیر ہیں، جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمتِ دین میں لگے ہوئے ہیں، آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام میں لگی؟ فرمایا: میں تمہیں صحیح کہتا ہوں: عمر ضائع کر دی! میں نے عرض کیا: حضرت بات کیا ہے؟ فرمایا: ہماری عمر کا ہماری تقریروں کا ہماری ساری کدو کاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کر دیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں۔ یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا تقریروں کا اور علمی زندگی کا! اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی؟ ابو حنیفہؒ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے وہ مقام لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا وہ تو ہمارے محتاج نہیں۔ اور امام شافعیؒ امام مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ اور دوسرے مسالک کے فقہاء جن کے مقابلے میں ہم یہ ترجیح قائم کرتے آئے ہیں۔ کیا حاصل ہے اس کا؟ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے مسلک کو "صواب محتمل الخطا" (درست جس میں خطا کا احتمال موجود ہے) ثابت کر دیں اور دوسرے کے مسلک کو "خطا محتمل الصواب" (خطا جس کے حق ہونے کا احتمال موجود ہے) کہیں۔ اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں ان تمام بحثوں تدقیقات اور تحقیقات کا جن میں ہم مصروف ہیں۔

پھر فرمایا: ارے میاں! اس کا تو کہیں حشر میں بھی راز نہیں کھلے گا کہ کون سا مسلک صواب تھا اور کون سا خطا۔ اجتہادی مسائل صرف یہی نہیں کہ دنیا میں ان کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں بھی ہم تمام تر تحقیق و کاوش کے بعد یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی صحیح، یا یہ کہ یہ صحیح ہے لیکن احتمال موجود ہے کہ یہ خطا ہو اور وہ خطا ہے اس احتمال کے ساتھ کہ صواب ہو۔ دنیا میں تو یہ ہے ہی قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھیں گے کہ رفع یدین حق تھا یا ترکِ رفع یدین حق تھا؟ آمین بالجہر حق تھی یا

بالسر حق تھی؟ برزخ میں بھی اس کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا اور قبر میں بھی یہ سوال نہیں ہو گا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے الفاظ یہ تھے: اللہ تعالیٰ شافعی کو رسوا کرے گا نہ ابو حنیفہ کو نہ مالک کو نہ احمد بن حنبل کو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا ہے۔ جن کے ساتھ اپنی مخلوق کے بہت بڑے حصے کو لگا دیا ہے۔ جنہوں نے نورِ ہدایت چار سو پھیلایا ہے۔ جن کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گزریں۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا کہ وہاں میدانِ محشر میں کھڑا کر کے یہ معلوم کرے کہ ابو حنیفہ نے صحیح کہا تھا یا شافعی نے غلط کہا تھا یا اس کے برعکس یہ نہیں ہو گا۔ تو جس چیز کو نہ دنیا میں کہیں نکھرنا ہے، نہ برزخ میں اور نہ محشر میں، اسی کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کر دی، اپنی قوت صرف کر دی، اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی، مجمع علیہ اور سبھی کے مابین جو مسائل متفقہ تھے، اور دین کی جو ضروریات سبھی کے نزدیک اہم تھیں، جن کی دعوت انبیاء کرامؑ لے کر آئے تھے، جن کی دعوت کو عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا، اور وہ منکرات جن کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی، آج یہ دعوت تو نہیں دی جا رہی۔ یہ ضروریاتِ دین تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہی ہیں، اور اپنے اور اغیار ان کے چہرے کو مسخ کر رہے ہیں۔ اور وہ منکرات جن کو مٹانے میں ہمیں لگے ہونا چاہیے تھا، وہ پھیل رہے ہیں۔ گمراہی پھیل رہی ہے، الحاد آ رہا ہے، شرک و بت پرستی چلی آ رہی ہے، حرام و حلال کا امتیاز اٹھ رہا ہے، لیکن ہم لگے ہوئے ہیں ان فرعی و فروعی بحثوں میں! حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: یوں غمگین بیٹھا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں کہ عمر ضائع کر دی"۔

(وحدت امت ص13، 14 طبع مکتبہ انجمن خدام القرآن لاہور)

ناقد کے نکالے ہوئے نتیجے اور اصل واقعے کے درمیان میلوں کے فاصلے ہیں۔ واقعے کو تفصیل سے پڑھ لینے کے بعد قارئین کو اس بات میں کوئی شک نہیں رہا ہو گا کہ نہ تو واقعہ کے الفاظ ان نتائج کا ساتھ دیتے ہیں نہ خود واقعہ کے چشم دید گواہ مفتی شفیع عثمانی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ اثری صاحب شاید سمجھ رہے تھے کہ لوگ مجھ پر اعتماد کر کے رسالے میں تفصیل دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کریں گے۔ لیکن معزز قارئین جو بندہ عبارتیں کاٹنے کا عادی، من مانے مطلب نکالنے کا خوگر اور اسلاف امت کی سنہری تاریخ مسخ کرنے پر قسم کھائے بیٹھا ہو اس پر بھلا کوئی

اسلاف کے متعلق کیسے اعتماد کر سکتا ہے؟

اثروی تحریف کے برعکس درست نتائج:

ہم امانت داری کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے پہلے مفتی شفیع صاحب کے الفاظ سامنے رکھتے ہیں پھر اس کے بعد ان سے نکلا ہوا نتیجہ تاکہ الفاظ کا نتیجہ آسانی سے سمجھ آسکے۔

1: قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور سیدی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے ایک سال اسی جلسہ میں تشریف لائے میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔

نتیجہ: نتیجہ بالکل صاف ہے کہ مولانا انور شاہ کشمیری صاحب ختم نبوت کی محنت کے ایک اہم رکن تھے (جس کی تفصیلات ان کی زندگی سے متعلق معلومات رکھنے والے کسی بھی شخص سے مخفی نہیں ہے)۔ جبکہ اثری صاحب نے یہ تاثر دیا ہے کہ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب عمر بھر بس فقہ حنفی کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ اور پھر حسرت سے کہا ہے کہ میں نے تو زندگی ضائع کر دی۔ حالانکہ علم اور ایمان کی ایک خاص تاثیر ہے کہ جب کوئی شخص علمی اور ایمانی کمال تک پہنچتا ہے تو اس کو اپنے اعمال حقیر لگتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جب قلعہ میں محبوس ہوئے۔ اس قید کے دوران ان پر علوم قرآنیہ کھلے تو فرمایا

"ندمت علی تضییع اکثر اوقاتی فی غیر معانی القرآن"

ترجمہ: میں قران مجید کے معنی کے علاوہ میں اپنی اکثر زندگی ضائع کرنے پر شرمندہ ہوں۔

(ذیل طبقات الحنابلہ لابن رجب 2/402)

2: ابو حنیفہؒ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں؟ ان کو اللہ تعالی نے جو مقام دیا ہے وہ مقام لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا وہ تو ہمارے محتاج نہیں۔

نتیجہ: مولانا کشمیری صاحب کی عبارت تو کہتی ہے کہ حنفیت میرے دلائل کے بغیر بھی مدلل ہے۔ مولانا کسر نفسی کے عالم میں فرما رہے ہیں کہ جب یہ مذہب ہے ہی حق اور مدلل!!! تو بھلا میری خدمات کا کہاں محتاج ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ عالم الغیب نہیں تھے کہ اپنی دینی خدمات کے آئندہ اثرات کو جان لیتے لیکن جس ذات نے احناف کو یہ گوہر نایاب عطا فرمایا تھا وہ اللہ یقینا عالم الغیب ہے۔ علامہ اگرچہ خود کو کچھ نہیں سمجھ رہے تھے لیکن مالک الملک کے کرم سے آج ان کے اسی علم و فضل کا ڈنکا عرب و عجم میں بج رہا ہے۔ دین کی خدمت

کرتے ہوئے اپنے متعلق یہ تاثر ہونا کہ میں تو کچھ بھی نہیں کر پایا۔ یہ صحابہ تابعین اور اسلاف امت کی وراثت ہے۔ وہ حضرات عظیم عظیم خدمات سر انجام دینے کے باوجود یہی سمجھتے تھے کہ ہم کچھ نہیں کر پائے۔ خود حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے متعلق ایسا ہی تاثر دیا ہے۔ کام کرتے ہوئے خود کو کچھ نہ سمجھنا یہ علم، تقوے اور ایمان کا ایک ایسا مرتبہ ہے جسے پانا تو دور کی بات اثری اس کو سمجھنے سے بھی قاصر ہیں۔

3: فرمایا "ہم زیادہ سے زیادہ اپنے مسلک کو "صواب محتمل الخطا (درست جس میں خطا کا احتمال موجود ہے) ثابت کر دیں اور دوسرے کے مسلک کو "خطا محتمل الصواب" (خطا جس کے حق ہونے کا احتمال موجود ہے) کہیں۔ اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں ان تمام بحثوں 'تدقیقات اور تحقیقات کا' جن میں ہم مصروف ہیں۔

نتیجہ: علامہ انور شاہ کشمیری صاحب فرما رہے ہیں کہ فقہی مسائل میں اختلاف کی صورت میں ہم دوسرے مجتہد کے قول کو خطا محتمل الصواب (خطا جس کے حق ہونے کا احتمال موجود ہے) سمجھتے ہیں"

جبکہ اسی تحریر کو اپنا مستدل بنا کر پیش کرنے والے اثری صاحب جب مسائل میں اختلاف کرنے پر آتے ہیں تو اپنی بات کو حق دوسرے کی بات کو باطل کہتے ہیں۔ نیز انہی کے دیے ہوئے حوالے سے احناف کا یہ نظریہ بھی سامنے آگیا کہ دوسرے مجتہدین سے اگر کسی مسئلے میں اختلاف رکھتے ہیں تو ان کو باطل پر نہیں بلکہ درستگی کے احتمال پر سمجھتے ہیں۔

4: فرمایا "اللہ تعالی شافعی کو رسوا کرے گا نہ ابو حنیفہؒ کو نہ مالک کو نہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کو جن کو اللہ تعالی نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا جن کے ساتھ اپنی مخلوق کے بہت بڑے حصے کو لگا دیا جنہوں نے نور ہدایت چار سو پھیلایا ان کی زندگیوں سنت کا نور پھیلانے میں گزریں اللہ تعالی ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا۔

نتیجہ: قارئین آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ عبارت صراحتا ائمہ اربعہ کے خلاف زہر اگلنے والوں کے خلاف جا رہی ہے۔ جو نت نئے وساوس پھیلا کر امت کا رشتہ عقیدت آئمہ اربعہ سے کاٹ کر اپنے پیچھے لگانے کی سعی لا حاصل میں مصروف ہیں۔ حالانکہ

این خیال است و محال است و جنوں

دوغلی پالیسی:

اس تحریر سے اثری صاحب کو سخت اختلاف ہے اس کے باوجود قارئین کی آنکھوں میں مرچیں ڈالتے ہوئے اسے

اپنا مستدل بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ تحریر میں تو یہ ہے کہ امت کو ائمہ اربعہ کے ساتھ اللہ نے (اپنے تکوینی نظام کے تحت) جوڑا ہے (اس کی تفصیل ہم شروع میں دے چکے ہیں) جبکہ اثری صاحب اپنی کتاب کے پہلے ہی صفحے پر کہتے ہیں کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی نسبتوں میں امت کی تفریق و تقسیم ہوئی ہے۔

تحریر کہتی ہے کہ ائمہ اربعہ کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گزریں۔ جبکہ اثری صاحب کے نزدیک ان کا علم نور بن کر نہیں پھیلا بلکہ امت کی تقسیم کا ذریعہ بنا ہے۔

5: "دین کی جو ضروریات سبھی کے نزدیک اہم تھی جن کی دعوت انبیاء کرام لے کر آئے تھے جن کی دعوت کو عام کرنے کا ہمیں حکم تھا"

نتیجہ: اکابر احناف جو کہ علمی مشغولیت کے باعث یقینا ایک ایک کے پیچھے نہیں پھر سکتے تھے لیکن ان کے دلوں میں امت کی ایک تڑپ تھی۔ یہی تڑپ تھی جس نے دین کی متفق علیہ باتوں کی دعوت کے لیے بھی انہی میں سے ایک "سراپا غم امت" ہستی کو کھڑا فرمایا۔ جن کی آہوں، سسکیوں اور درد و غم سے بھری دعوت نے میوات کے ظلمت کدے کو روشنی میں تبدیل فرمایا اور ان کی لگائی ہوئی یہ قلم ایسا سایہ دار درخت بنی جس کی چھاؤں سے عرب و عجم حتی کہ یورپ تک فیض یاب ہو رہا ہے۔ لیکن اثری صاحب اور ان کے ہم فرقہ حضرات دین کی مسلمہ باتوں کی دعوت سے اس قدر محروم ہیں کہ بے نمازی کو لانے کی بجائے نمازی کو بھگانے والی دعوت کے داعی ہیں۔ جن بحثوں میں پڑھنے کو "زندگی ضائع کرنا" کہتے ہیں خود کی زندگیاں اسی میں کھپ رہی ہیں۔ ہمیں انتظار رہے گا کہ جس بات نے ابن تیمیہ اور علامہ کشمیری رحمہم اللہ کو تڑپایا اور امت کے اہم ترین فرد ہونے کے باوجود دونوں نے اپنے لیے "زندگی ضائع کرنے" کا لفظ استعمال کیا۔ یہ تڑپ اثری صاحب جو "لن ترانیوں" میں محو ہیں ان کے دل پر کب اثر انداز ہوتی ہے۔

اگلا اعتراض اس اعتراض کو محض زنانہ تنقید ہی کہا جا سکتا ہے۔

"اثری صاحب کی زنانہ تنقید"

اثری صاحب نے علمی دنیا میں ان حضرات سے جو چوٹ کھائی ہے اس کا جواب علم کے ساتھ تو دینے سے رہے۔ بس بھرم رکھنے کے لیے یونہی اوراق بھر کر دنیائے غیر مقلدیت سے داد وصول کرنا چاہتے ہیں۔ ذرا اس زنانہ تنقید کو ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں

"مولانا محمد انور کشمیری مرحوم نے نیل الفرقدین میں لکھا تھا کہ میں آثار السنن کی تالیف میں علامہ نیمویؒ کا معاون رہا ہوں اس حوالے سے علامہ نیمویؒ کے صاحبزادے مولانا عبد الرشید فوقانیؒ نے لکھا ہے کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے نیل الفرقدین میں جو لکھا ہے کہ علامہ نیمویؒ آثار السنن کی تالیف کے دوران میں کتاب کے اجزاء میرے پاس بھیجتے تھے اور میں اس میں ان کا ساتھی تھا یہ بات درست نہیں کیونکہ کتاب کی تالیف کے دوران میں تو علامہ انور علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ طالب علم تھے کیونکہ وہ 1312ھ میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے تھے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آثار السنن کی تالیف کے بعد اس کے اجزاء علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجتے ہوں اور وہ انہیں کچھ رائے اور مشورہ دیتے ہوں گے"

ایسی کھوکھلی باتوں کے جواب عمومی طور پر لکھے نہیں جاتے لیکن چونکہ ہمیں مدمقابل کی خصلت کا خوب خوب اندازہ ہے۔ انہیں جس بات کا جواب نہ ملے تو یہ کہتے ہیں

"دیکھیے ہماری گرفت کتنی مضبوط ہے"

لہذا بامر مجبوری ہمیں جواب دینا پڑ رہا ہے لیکن اس دوران انشاء اللہ ہم مردانگی کی صف سے باہر نہیں نکلیں گے۔ کہ "الرجال قوامون علی النساء "عورتوں کی نگرانی مرد ہی کر سکتے ہیں۔ یہاں تین امور ملاحظہ فرمائیں:

امر اول: فوقانی صاحبؒ جب اپنے والد صاحب کی طرف سے مبارکپوریؒ صاحب پر رد کرتے ہیں تب تو ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ "مولانا عبد الرشید فوقانیؒ نے القول الحسن میں اپنے والد محترم کے دھبے دھونے کی بڑی کوشش کی" (صفحہ 74) اور جب وہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پہ اعتراض کریں تو وہ "حقیقت بیان" بن جاتے ہیں (صفحہ 27) آخر وہ کون سا معیار اور کسوٹی ہے جس پر رکھ کر ان کی ایک بات کو لتاڑا جا رہا ہے اور دوسری بات کو اتنی اہمیت دی جا رہی ہے؟ کیا یہ "الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون" کا صریح مصداق نہیں ہے۔

امر ثانی: عبد الرشید فوقانیؒ صاحب نے جس بنیاد پر انکار کیا ہے بھلا یہ بنیاد بن سکتی ہے؟ کیا انور شاہ کشمیری کا طالب علم ہونا اس سے مانع ہے؟ حالانکہ ان کے والد صاحب فرماتے ہیں کہ جب میرے پاس مختصر قدوری پڑھ رہے تھے تو کبھی ایسے سوالات کرتے جن کا جواب اہم فقہی کتابوں سے مراجعت کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ (نقش دوام صفحہ ۳۶)

نیز جس بات کا فوقانیؒ خود اعتراف کر رہے ہیں وہ اعتراف ہی ان کے انکار پر کاری ضرب لگا رہا ہے!!!
ایک بالکل نئے فاضل کے پاس مکمل تالیف شدہ کتاب مشورے کے لیے جانا تو مان رہے ہیں۔ لیکن ایک دو سال پہلے دوران تالیف کتاب میں مشورہ ہونا نہیں مان رہے۔ اسی کو عربی میں کہتے ہیں "فر من المطر وقام تحت المیزاب" ترجمہ: بارش سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے جا کھڑا ہوا۔ (کتاب کی تالیف کے دوران مشورہ کرنے اور کتاب کی تکمیل کے بعد مشورہ کرنے میں جو فرق ہے وہ آگے آرہا ہے) علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے ہی ذہانت میں اعجوبہ روزگار ان کی شخصیت کو سامنے رکھتے ہوئے دوران طالب علمی اجزاء کتاب کا آنا بھی ممکن ہے اور فراغت کے متصل بعد بھی۔ اور چونکہ انہوں نے صراحتاً کہا ہے کہ دوران تالیف میرے پاس آتے تھے۔ تو وہ دوران تالیف ہی آتے تھے۔ چاہے وہ ان کی طالب علمی کے دوران ہو یا فراغت کے بعد۔ ہمارا ان کی صراحت ہی پر اعتماد ہے نہ کہ فوقانی صاحبؒ کے ناقابل قبول اندازوں پر!!!

امر ثالث: کیا ان تمام باتوں کے باوجود بھی فوقانی صاحب کی بات کو سند تحقیق دینے سے جناب کو کوئی مراد حاصل ہوتی ہے???

فوقانی صاحب کی بات میں دو نکات واضح طور پر موجود ہیں۔

1: والد محترم اپنی تحقیقات دکھانے اور رائے لینے کے لیے علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کے پاس "اجزاء" بھیجتے ہوں گے۔

2: اگرچہ فوقانی صاحب کو علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طالب علمی کے دوران انکار ہے لیکن فراغت کے تقریباً متصل بعد کا انکار نہیں ہے۔

نتیجہ: اس سے تو علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عظمت اور نکھر کر سامنے آتی ہے۔ کیونکہ کتاب کی تالیف کے دوران ایک زیر تعلیم شخصیت سے مشورہ لینا اگرچہ علمی اعتماد کی بہت بڑی علامت ہے۔ لیکن کتاب کی تکمیل جو کہ مسلسل جدوجہد اور کئی مشاورتوں کا حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد کتاب کے اجزاء ایک بالکل نئے فاضل کے پاس بھیجنا تو اس نئے فاضل کی علمی عظمت کو اور زیادہ چار چاند لگا دیتا ہے۔ اور یہ دوران تالیف مشورہ دینے سے یقیناً بلند تر ہے۔ جیسا کہ علمی ذوق رکھنے والے کسی شخص پر مخفی نہیں ہے۔ اثری صاحب علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی اس فضیلت کے انکار کی ہوس میں ناسمجھی کے عالم میں بڑی فضیلت کے قائل ہو گئے ہیں۔

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ (قسط:٦)

صحیفہ اہلِ حدیث کا مطالعہ

سورۃ فاتحہ کی بے قدری کا بے جاالزام

مولانا عبد القادر حصاروی غیر مقلد نے نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے متعلق ایک مضمون لکھا جس کا عنوان یوں قائم کیا:

"سورہ فاتحہ کی فضیلت اور مقلدین میں اس کی بے قدری۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث ١٦/ جمادی الاول /١٣٩٦ھ صفحہ ١٤)

سورہ فاتحہ کے فضائل غیر مقلدین کی بہ نسبت اہلِ سنت زیادہ مانتے ہیں، اس لئے کہ ان کے نزدیک صحیح و ضعیف دونوں قسم کی احادیث سے وارد فضائل لینا درست ہے، جب کہ غیر مقلدین کا ایک طبقہ ضعیف حدیثوں میں مذکور فضائل کو تسلیم نہیں کرتا۔ باقی رہا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ !اس کے متعلق غیر مقلد علماء نے لکھ دیا کہ یہ فروعی و اختلافی ہے جس کی جو تحقیق ہو وہ اپنی تحقیق پہ عمل کر سکتا ہے۔ غیر مقلدین کے "حجۃ الاسلام" مولانا محمد گوندلوی نے لکھا:

"ہمارا تو یہ مسلک ہے کہ "فاتحہ خلف الام "کا مسئلہ فروعی اختلافی ہونے کی بناء پر اجتہادی ہے۔ پس جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری اپنی تحقیق پر عمل کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔"

(خیر الکلام صفحہ ٣٣)

مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے گوندلوی صاحب کی مذکورہ عبارت کو نقل کر کے اتفاق ظاہر کیا ہے۔ (توضیح الکلام صفحہ ٧٣)

شیخ البانی نے اپنی کتاب میں موقف اختیار کیا ہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت کرنا منسوخ ہے۔ پھر اس کے نسخ پر حدیثیں درج کیں۔

(صفۃ صلوٰۃ النبی عربی صفحہ ٨٠)

اسی طرح مولانا غلام رسول غیر مقلد نے اللہ کی قسم اُٹھا کر کہا ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے جہری نمازوں میں فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔(محصلہ سوانح مولانا غلام رسول صفحہ ۱۵۹)

اگر امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کا نظریہ سورۃ فاتحہ کی بے قدری ہے تو اپنے ان غیر مقلدین کی بابت کیا حکم ہو گا؟

حکیم فیض عالم صدیقی کا مسلک

صحیفہ اہلِ حدیث میں ''جماعتی خبریں''عنوان کے تحت حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد کی کتاب ''شہادت ذوالنورین'' کی مشہوری ہے۔ اور پھر آخر میں لکھا:

''ملنے کا پتہ: جامع مسجد اہلِ حدیث محلہ مستریاں جہلم۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث ۱۶/ جمادی الاول/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۲۳)

حکیم فیض عالم صدیقی کی کتاب کا تذکرہ جماعتی خبروں کے تحت شامل کر کے تاثر دیا کہ وہ غیر مقلدین کی جماعت کے بزرگ ہیں۔ مزید یہ کہ حکیم صاحب کی کتاب کے ملنے کا پتہ بھی جامع مسجد اہلِ حدیث لکھا ہوا ہے۔

قرآن خوانی کا ایصالِ ثواب

صحیفہ میں ایک سوال درج ہے:

''ہمارے محلہ میں سب محلہ دار اکٹھے ہو کر ایک محلہ دار کے گھر اتوار کو قرآن مجید پڑھتے ہیں اور وہیں صبح کا ناشتہ کیا جاتا ہے ... سب کے واسطے دعا کی جاتی ہے۔ کیا ایسا کرنا از روئے قرآن وحدیث جائز ہے سائل: محمد شفیع بھٹی، راولپنڈی۔''

اس سوال کا یوں جواب دیا:

''ہر ایک نیک عمل بطور ایصالِ ثواب میت کی طرف سے کیا جا سکتا ہے سوائے فرض نمازوں کے... عبد القہار عفی عنہ نائب مفتی دار الافتاء جماعت غرباء اہلِ حدیث کراچی ... مہر مفتی عبد الغفار سلفی۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث ۱۶/ رمضان/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۱۴، ۱۳)

اس کے بر عکس غیر مقلدین کے ایک گروہ کی رائے ہے کہ تلاوت قرآن کا ثواب ایصال کرنا جائز نہیں۔ اور اس گروہ کے بعض افراد نے اسے فرمانِ الٰہی: وان لیس للانسان الا ما سعی کے خلاف کہا۔ عبید الرحمٰن محمدی

نے اسے نادرست کہہ کر مخالف پر اعتراض بھی کر دیا۔

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۲۶)

حدود متعین کئے بغیر وقف کرنا

بخاری کتاب الوصایامیں: ''باب اذا وقف ارضا ولم یبن الحدود'' کے تحت لکھا:

''حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی العموم باب منعقد فرمایا ہے کہ اگر مومن وقف کردہ چیز کے حدود متعین نہیں کرتا تو کوئی حرج نہیں ہے۔اس کی حدود کا تعین اس کی نیت پر موقوف ہوگا اور کوئی اس کی نیت پر شک کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔''

(نصرۃ الباری، گیارہ پارہ صفحہ ۶۶ بحوالہ صحیفہ اہلِ حدیث ۱۶/ جمادی الاول/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۲۶)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین اپنی رائے تحریر کریں کہ وہ امام بخاری سے متفق ہیں یا مختلف؟

مشترکہ چیز کا وقف

نصرۃ الباری، گیارہ پارہ صفحہ ۶۴ میں لکھا:

''اس باب میں امام بخاریؒ کچھ لوگوں کے مجموعی طور پر کسی ایسی چیز کے وقف کرنے کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں جس میں سب حصہ دار ہوں اور اس کی تقسیم عمل میں نہ آئی ہو۔ اور ان لوگوں کا رد کر رہے ہیں جو اس قسم کے وقف کو ناجائز کہتے ہیں۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث ۱۶/ جمادی الاول/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۲۸)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین اپنی رائے پیش کریں تاکہ پتہ چلے کہ وہ امام بخاری جیسا موقف رکھتے ہیں یا مخالف؟

امتی کے قول سے استدلال

نصرۃ الباری کتاب الوصایا، باب وقف الدواب گیارہ پارہ صفحہ ۷۱ میں لکھا:

''حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام زہری رحمہ اللہ کے اس اثر سے ایک تو نقدی کے صدقہ یا وقف کے جواز پہ استدلال کیا ہے اور دوسری چیز یہ ثابت ہوتی ہے کہ متصدق یا واقف اس نقدی یا اس کے نفع سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا کیوں کہ اس نے یہ نقدی اللہ کے راستہ میں صدقہ کر دی ہے اور جب صدقہ کر دی ہے تو وہ اس سے متمتع نہیں ہو سکتا۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث ۱۶/ جمادی الاول/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۲۸)

اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ امتی کے قول سے استدلال کر لیا کرتے تھے ۔ جب کہ غیر مقلدین کہتے ہیں غیر معصوم کی پیروی جائز نہیں، ائمہ اربعہ کی تقلید کے ناجائز ہونے کی یہی وجہ ظاہر کیا کرتے ہیں۔(مقالات الحدیث صفحہ ۱۱۳)

امام بخاری رحمہ اللہ کا قیاسی مسئلہ

نصرۃ الباری کتاب الوصایا، باب وقف الدواب گیارہ پارہ صفحہ ۷۱ میں لکھا:

”اس حدیث شریف میں اللہ کے راستہ میں صرف گھوڑے کے صدقہ کرنے کا ذِکر ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باقی چیزوں کو بھی اسی پر قیاس کیا ہے۔“

(صحیفہ اہلِ حدیث ۱۶/ جمادی الاول/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۲۸)

شب براءت کے فضائل

شعبان کی پندرہویں شب کو ”شب براءت“ کہا جاتا ہے۔ اس شب کی بابت حدیثوں میں فضائل وارد ہوئے ہیں۔ بعض غیر مقلدین ان فضائل کو نہیں مانتے۔ جب کہ ان کے بہت سے علماء نے ان فضائل کو تسلیم کیا ہے۔ غرباء اہلِ حدیث کا شمار بھی انہی میں ہے جنہیں یہ فضائل تسلیم ہیں۔ صحیفہ اہلِ حدیث میں مستقل مضمون اس حوالہ سے شائع ہوا جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

شعبان کی پندرہویں شب اعمال کی پیشی

صحیفہ میں لکھا ہے:

”اکرم الاولین والآخرین جناب احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں بکثرت روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس ماہ پندرہویں شب کو گذشتہ سال کے اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش کئے جاتے ہیں میں محبوب پسند اور دوست رکھتا ہوں کہ بارگاہ ایزدی میں جب میرے اعمال پیش کئے جائیں تو ان میں روزے بھی ہوں۔“

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم شعبان/ ۱۳۹۶ھ صفحہ ۲)

پندرہویں شعبان کو نزول اللہ جل شانہ

صحیفہ میں لکھا ہے:

”ویسے تو سال کی ۳۶۰ لیالی کو یہ شرف، بزرگی اور فضیلت حاصل ہے کہ ان کی ساعات اواخر میں رب العالمین آسمان دنیا پر نزول جیسا کہ اس کی ذات بابرکات کے شایان شان ہے فرماتا ہے، لیکن ان لیالی میں سے کچھ ایسی سعید و باتکریم راتیں بھی ہیں کہ ان میں سے خدائے قدوس غروب شمس ہی سے آسمان دنیا کو شرفِ قبول سے مشرف فرماتا ہے۔ چنانچہ ان بابرکت راتوں میں ایک ماہِ شعبان المعظم کی پندرہویں شب بھی ہے۔ حضرت صدیقہ بنت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: فقال ان اللّٰہ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا، نبی علیہ السلام فرماتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالی ماہِ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دنیا پر اترتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ) حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہ مرفوعا روایت کرتے ہیں: فان اللّٰہ تعالی ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا، اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو غروبِ آفتاب سے ہی آسمانِ دنیا کی طرف اترتا ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ)۔“

(صحیفہ اہل حدیث کراچی، یکم شعبان/۱۳۹۶ھ صفحہ ۳)

پندرہویں شعبان بخشش کی رات ہے

صحیفہ میں لکھا ہے:

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ماہِ شعبان کی پندرہویں شب کو بارِ گاہ ایزدی سے مندرجہ ذیل اعلان ہوتا ہے: اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَلَہٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ اَلَا مُبْتَلًی فَاُعَافِیْہِ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ (مشکوۃ، ابن ماجہ) ہے کوئی بخشش کا خواست گار کہ اُسے میں بخش دوں، کیا ہے کہ کوئی رزق کا خواہاں؟ کہ میں اُسے رزق دوں! کیا ہے کوئی دکھیا کہ میں اس کو عافیت دوں۔ اسی طرح کی ندا طلوعِ فجر تک ہوتی رہتی ہے۔ ایک حدیث شریف میں حضور علیہ السلام یوں ارشاد فرماتے ہیں: فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ، اللہ، اللہ تعالیٰ اس رات میں بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخشش دیتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ) کلب ایک قبیلے کا نام ہے جس کی بکریاں تمام قبائل عرب سے زیادہ تھیں۔ اس تمثیل سے مقصود بہتات اور کثرت ہے۔ تنقید و تحدید نہیں ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم فرماتے ہیں فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعَ خَلْقِهٖ (ابن ماجہ، مشکوۃ)، اللہ تعالیٰ تمام (باشرع) مخلوق کا بخش دیتا ہے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم شعبان/۱۳۹۶ھ صفحہ ۴،۳)

پندرہویں شعبان میں بخشش سے محروم لوگ

صحیفہ میں لکھا ہے:

"خدائے غفور و رحیم ماہِ شعبان کی پندرہویں شب کو اپنے تمام سیاہ کار عباد کو اپنی مغفرت و رحمت سے نواز دیتا ہے لیکن کچھ ایسے سنگین اور ناقابلِ معافی جرم ہیں کہ جن کے مرتکبین کو اس سعید رات میں بھی رحمت و مغفرت اور عفوو درگزر کے انعامات بے بہا سے محروم رکھا جاتا ہے۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ، اس رات میں مشرک اور کینہ و بغض رکھنے والے کی مغفرت نہیں ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ) ایک اور حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ فِيْهَا اِلٰى مُشْرِكٍ وَّلَا اِلٰى مُشَاحِنٍ وَّلَا اِلٰى قَاطِعِ رَحِمٍ وَلَا اِلٰى مُسْبِلٍ وَلَا اِلٰى عَاقٍّ لِوَالِدَيْهِ وَلَا اِلٰى مُدْمِنِ خَمْرٍ، اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو مشرک، کینہ ور، رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والے، ٹخنے کے نیچے تہبند پاجامہ لٹکانے والے اور ماں باپ کے نافرمان و شراب میں مدہوش رہنے والے کی طرف دیکھتا ہی نہیں۔ ایک روایت میں "قاتل نفس" بھی وارد ہوا ہے۔ شاہ عبد الحق دہلوی نے بدعتی، مفارقِ جماعت، ساحر، کاہن، ظالم، جوئے باز، عیّار، (چنگی لینے والا) منجم، زانی، اور گانے بجائے والے کو بھی ان لوگوں میں شمار فرمایا ہے جو اس بابرکت رات اور بزرگی والی رات کی برکتوں اور فضائل سے محروم ہیں۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم شعبان/۱۳۹۶ھ صفحہ ۴)

شعبان کی پندرہویں شب میں عبادت

صحیفہ میں لکھا ہے:

"ماہِ شعبان المعظم کی پندرہویں شب کو قیام کرنا، بیدار رہنا، تلاوت قرآن مجید کرنا،

درود شریف پڑھنا، استغفار کرنا، تسبیح و تحمید پڑھنا اور دن کو روزہ رکھنا مشروع، مسنون اور کارِ ثواب ہے۔جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں: فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا يَوْمَهَا، شعبان کی پندرہویں شب کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ابن ماجہ مشکوۃ۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم شعبان/۱۳۹۶ھ صفحہ ۴)

شعبان کی پندرہویں شب کو قبرستان جانا

صحیفہ میں لکھا ہے:

"اس رات کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام چپ چاپ قبرستان بھی تشریف لے گئے تھے۔مؤمنین و مومنات اور خصوصیت کے ساتھ شہدائے مسلمین کے لئے دعائے مغفرت فرمائی تھی۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم شعبان/۱۳۹۶ھ صفحہ ۴)

شبلی کو رو رہے تھے ابھی اہلِ گلستاں

مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے مولانا عبد الجلیل پہ تعزیتی مضمون لکھا اس کی ابتداء میں درج ذیل شعر تحریر کیا:

"شبلی کو رو رہے تھے ابھی اہلِ گلستاں
حالی بھی ہو گیا سوئے فردوس رہ نورد"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم شعبان/۱۳۹۶ھ صفحہ ۲۱)

جس شبلی کو اہل گلستان رو رہے تھے، وہ مقلد ہیں یا غیر مقلد؟ فردوس کے مسافر حالی کا مسلک کیا ہے؟

پتھروں کی دھڑکنیں

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
ان کو زبان ملی تو ہمیں پر برس پڑے

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم شعبان/۱۳۹۶ھ صفحہ ۴)

یہ حقیقت ہے، استعارہ، یا جو کچھ بھی۔اگر اس طرح کی بات غیر مقلدین کے مخالف کسی مصنف کی کتاب میں مل جائے تو غیر مقلدین وہاں بھی وہی تعبیر کریں جو اس جگہ کی ہو گی۔

غیر مقلدین کا مطبوعہ قرآن

صحیفہ اہلِ حدیث میں غیر مقلدین کے شائع کردہ قرآن کی درج ذیل عنوان سے تشہیر ہے:

"قرآن مجید مترجم اہلِ حدیث بر مسنون قرآۃ مع فوائد ستاریہ۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ صفحہ ۱۷)

اس سے کیا تاثر دینا مقصود ہے؟ یہی کہ جو قرآن عام مسلمان شائع کر رہے ہیں بلکہ غیر مقلدین کی اس طباعت سے پہلے کے قرآن جو خود غیر مقلدین کے پاس بھی ہوں گے وہ مسنون قراءۃ والے نہیں؟ یہ بھی بتایا جائے کہ غیر مقلدین کے اس مزعومہ مسنون طباعت کو خود اُن کے حلقہ میں کس قدر مقبولیت نصیب ہوئی؟ کیا وہ اسی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں یا مزعوم غیر مسنون کی؟

حج وعمرہ کے سفر پر غزوہ کے سفر کو قیاس

نصرۃ الباری، کتاب الجہاد، باب الارتداف فی الغزو والحج کے تحت لکھا ہے:

"اگرچہ اس حدیث شریف میں حج اور عمرہ میں اپنی سواری پر کسی کو بٹھانے کا ذِکر ہے، غزوہ کا نہیں ہے، لیکن حضرت امام بخاریؒ نے غزوہ کے سفر کو بھی اسی قیاس کر کے مسئلہ باب کو ثابت کیا ہے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ صفحہ ۲۶)

معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نہ صرف قیاس کو مانتے ہیں بلکہ اسے عملاً اختیار بھی کیا۔

اونٹنی پر گدھے کو قیاس

نصرۃ الباری، کتاب الجہاد، باب الردف علی الحمار کے تحت لکھا ہے:

"یہاں پر "راحلہ" سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ہے۔ اس پر گدھے کو قیاس کر کے اس پر دو آدمیوں کے بیٹھنے کے جواز کو ثابت کیا۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ صفحہ ۲۶)

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ فلاں امام کے پاس ذخیرہ حدیث چوں کہ کم تھا اس لئے انہوں نے قیاس سے کام لیا۔ سوال یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری میں جگہ جگہ اپنا قیاس یا کسی اور کا قیاس پیش کیا تو کیا اُن کے پاس

بھی ذخیرہ احادیث کم تھا؟ جب کہ غیر مقلدین کی کتابوں میں یوں بھی لکھاہوا ملتاہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ چھ لاکھ حدیثوں کے حافظ تھے۔ کیااس سے یہ تاثر نہیں ملتاکہ قیاس اک ایسی دینی ضرورت ہے کہ لاکھوں حدیثوں کے ہوتے ہوئے بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

تعویذات کاجواز

صحیفہ میں مبلغ جماعت مولوی محمد یونس کا مضمون ''تبلیغی رپورٹ'' شائع ہے۔اس میں انہوں نے اپنی کار گزاری بیان کرتے ہوئے لکھا:

> ''جب میں مسجد میں نماز پڑھنے گیا۔جماعت کے لوگ کہنے لگے:مولوی صاحب جو امام مسجد ہیں انہوں نے اس مسئلہ پر بڑازور دے رکھاجوپہلے آپ جائز اور صحابہؓ سے ثابت کر گئے تھے، تعویذات شرعیہ۔موجودہ امام مسجد شرک کہتاہے۔اور کہتاہے دکھاؤ!اللہ کے رسولؐ نے تعویذ لکھ کر دیئے ہوں یالکھنے کی اجازت دی ہو۔اگر دکھادو تو میں مان جاؤں گا۔جب تک حدیث نہیں دکھاؤ گے، میں نہیں مان سکتااور اس باطل خیال کو یعنی تعویذ قرآن وحدیث کے لکھنے باندھنے شرک ہیں مقامی امیر بھی شرک کہنے لگااور ایک جماعتی مولوی صاحب کے ہم خیال ہوگئے۔مجھ سے کہنے لگے:آج بعد نماز اس مسئلے کو ضرور دکھاؤ۔میں گھر سے تفسیر ستاری سورت فاتحہ لے گیااور سب نمازیوں کو دکھائی اور پڑھ کر سنائی۔ایک بار دوبار تین بار عنوان تعویذات شرعیہ اور یہ بھی بتادیاکہ حضرت الامام مرحوم نے تعویذات شرکیہ کاپہلے عنوان قائم کیاہے اور خوب شرکیہ تعویذ کارَد کیا، شرک بتایا۔میں نے کہالوگو!صحابہ کرامؓ حضورؐ کے شاگرد ہیں اور صحابہ کرامؓ شرک سے بیزار تھے۔اگر قرآن وحدیث کے تعویذ شرک ہوتے صحابہ کرامؓ ہرگز نہ لکھتے اور نہ اپنے بچوں کے گلے میں ڈالتے۔تمام لوگوں نے مسئلہ تعویذ کواچھی طرح سے سمجھ لیااور سب نے بیک زنانہ کہاکہ مولاناعبدالستار مرحوم نے صحیح لکھاہے۔''
>
> (صحیفہ اہلِ حدیث کراچی،۱۶/ربیع الاول/۱۳۹۶ھ صفحہ ۱۵)

لوجی! تعویذ کے جواز کی بات پھر آگئی۔غیر مقلدین کاطبقہ اسے شرک کہتاہے،جب کہ دوسراطبقہ اسے جائزمانتاہے۔غیر مقلدین مذاہب اربعہ پہ اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں ان میں جائزوناجائز کااختلاف ہے۔مگر

یہاں تعویذات کی بابت بتلائیں کیا غیر مقلدین میں شرک اور توحید، کفر اور اسلام کا اختلاف نہیں؟ تعویذات سے ہٹ کر بھی غیر مقلدین نے ایک دوسرے کے نظریات پہ کفریہ فتوئے لگائے ہوئے ہیں۔ ثبوت کے لیے رسائل اہلِ حدیث جلد اول و دوم دیکھیں۔

صحیفہ کی بابت دعوی کہ یہ کتاب وسنت کا جھنڈا لہرانے والا ہے

صحیفہ کے اداریہ میں لکھاہے:

”اللہ کی زمین پر کتاب وسنت کے جھنڈے کو لہرانے والا پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی۔“

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ، ۲۱/اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۲)

غیر مقلدین کے اس دعوے سے ہمارا اتفاق نہیں۔ البتہ چوں کہ غیر مقلدین کے ہاں صحیفہ اہلِ حدیث کتاب وسنت کا جھنڈا لہرانے والا رسالہ ہے۔ اس لئے جو کچھ ہم نے اپنی تائید میں اور غرباء کے علاوہ دوسرے غیر مقلدین کے خلاف اس صحیفہ سے نقل کیا ہے اسے کتاب وسنت کی تعلیم قرار دینا درست ہونا چاہیے۔

شمس العلماء کا خطاب

صحیفہ کے اداریہ میں میاں نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھاہے:

”جب افق میں شمس سماوی غروب ہو رہا تھا۔ ادہر قضا وقدر کے جبروت ہاتھ شمس السلام و شمس العلماء کے غروب کرنے میں مصروف تھے۔“

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ، ۲۱/اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۶)

یہ بھی بتادیتے کہ میاں صاحب کو ”شمس العلماء“ کا خطاب کس نے دیا۔ میرے سامنے فتاوی نذیریہ موجود ہے، اس کے شروع میں ”حیاتِ شیخ“ عنوان سے خالد حسین صدیقی بستوی کا مضمون ہے۔ اس میں لکھاہے:

”آپ کا نام نامی اسمِ گرامی سید محمد نذیر حسین ہے ... عوام کی جانب سے شیخ الکل فی الکل کا خطاب ملا۔ انگریزی حکومت کی جانب سے آپ کو ”شمس العلماء“ کا بھی خطاب ملا۔“

(فتاوی نذیریہ: ۱/۲۷)

سنت کے خلاف میت کو....

صحیفہ کے اداریہ میں "میاں نذیر حسین دہلوی" کے متعلق لکھا ہے:

"ساری رات آپ کا جنازہ مسجد میں رکھا رہا۔ مولانا عبد الوہاب صاحب تقریباً آٹھ نو بجے وہاں پہنچے تو دیکھا سنت کے خلاف میت کو زیادہ دیر رکھ رکھا ہے اور رات بھر پہلے ہی ہو گئی اور اب بھی دس بجے اُٹھانے کو کہہ رہے ہیں۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ، ۲۱/اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۶)

میاں صاحب کے کافی شاگرد علماء تھے وہ سارے نہیں تو متعدد تلامذہ اس موقع پر موجود ہوں گے کیا وجہ ہے کہ انہوں نے اس خلاف سنت عمل کے خلاف آواز نہیں اُٹھائی یہاں تک کہ غرباء کے امام عبد الوہاب نے انہیں تنبیہ کی۔ غرباء والے اس صدائے احتجاج کو اپنی اولیات میں سے تو باور نہیں کرانا چاہتے؟

غرباء کے امام نے جہاد نہیں کیا

صحیفہ کے اداریہ میں غرباء اہلِ حدیث کے امام مولانا عبد الوہاب کے متعلق لکھا ہے:

"یہ بات صحیح ہے کہ مولانا مرحوم جہاد بالسیف کے ارادے اور ارمان اپنے ساتھ لے گئے، مگر فرمانِ الٰہی وجاھدھم بہ جھادا کبیرا پر مضبوطی کے ساتھ گامزن تھے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ، ۲۱/اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۶)

غرباء کے امام امامت کبریٰ یعنی شرعی حاکم ہونے کے دعوے دار تھے اس لیے تب مہم چلائی تھی کہ سب لوگ اپنی اپنی زکاۃ امام کے سپرد کریں۔ زکوۃ کی رقوم تو وصول کرلی، لیکن شرعی حاکم کے ذمہ جو جہاد کی فریضہ عائد ہے، اس سے ساری زندگی غافل رہے۔

یہاں مجھے مولانا محمد یوسف انور غیر مقلد کا بیان کردہ لطیفہ یاد آرہا ہے، انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا:

"اس سے قبل جماعت غرباء موجود تھی لیکن ان کا نظریہ اسلامی حکومت کی مانند امامت کبری کا تھا۔ یہیں سے ایک لطیفہ یاد آگیا۔ مولانا احمد خان گکھڑوی رحمہ اللہ نے ایک دفعہ ان سے کہا کہ اگر آپ کی امامت شرعی ہے تو آپ حدود وقصاص کا نظام جاری کریں۔ اس پر غرباء

کے امام کہنے لگے : ہم ابھی مکی دَور میں ہیں۔ مولانا نے فرمایا: آپ کی امامت بہت سیانی ہے۔ حدود کے معاملے میں مکی ہے، جب کہ زکوۃ جمع کرنے کے لئے مدنی ہے۔"

(مجلہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ فروری/۲۰۱۹ء صفحہ ۲۸)

تفرقہ پرداز اشخاص

صحیفہ کے اداریہ میں "جمعیۃ اہلِ حدیث مغربی پاکستان کا اعلان" عنوان کے تحت لکھا ہے:

"حضرت العلامۃ محمد اسمعیل صاحب جو جمعیۃ مذکور کے ناظم اعلیٰ ہیں نے زیر عنوان " آلِ پاکستان مؤتمر اہلِ حدیث کانفرنس کراچی کے متعلق جمعیۃ اہلِ حدیث مغربی پاکستان کا فیصلہ " مندرجہ ذیل اعلان کیا ہے:"نہایت افسوس کے ساتھ اس امر کا اعلان کیا جاتا ہے کہ کراچی کے بعض تاجروں نے ایک آدھ مولوی کی سرکردگی میں جو آلِ پاکستان اہلِ حدیث موتمر کراچی میں قائم کی ہے اور اس کے جلسے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ اور اَب وہ چندہ فراہم کرنے کے لیے اپنے ایجنٹوں کو بھیج رہے ہیں۔ نہایت افسوس ناک افتراق انگیز اور جماعت کی وحدت و سالمیت کو تباہ کرنے کے لیے یہ قدم اُٹھایا گیا۔ اس لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ کراچی کی اس مؤتمر کو جمعیۃ مرکزیہ اہلِ حدیث مغربی پاکستان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جمعیۃ مرکزیہ اہلِ حدیث قیام پاکستان کے بعد ۴۸ء سے خدا کے فضل سے قائم ہے اور اپنا ایک وسیع اور مضبوط نظام رکھتی ہے ۔ تمام جماعت کے لیے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ "مؤتمر اہلِ حدیث" کے لفظ سے دھوکہ نہیں کھائیں اور ایسے تفرقہ پرداز اشخاص کی حرکات سے قطعی طور پر کنارہ کش رہیں اور کسی طرح ان کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔ محمد اسماعیل ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہلِ حدیث مغربی پاکستان۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ، ۲۱/اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۶)

غیر مقلدین نے مذاہب اربعہ کا تفرقہ قرار دے کر اسے فرمان الٰہی "لا تفرقوا" کی خلاف ورزی کا نام دیا مگر خود باہمی تفرقہ کا شکار ہوگئے، جس کا اعتراف مذکورہ عبارت میں ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں غیر مقلدین تفرقہ بازی میں اس قدر عروج کو پہنچے کہ ایک دوسرے پر شرک و کفر کے فتوے لگائے۔ تفصیل و ثبوت رسائل

اہلِ حدیث (جلد اول ودوم) کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ غیر مقلدین کی فرقہ بازی پہ اُن کی کتابوں کے بعض حوالے بندہ نے اپنی کتاب ”زبیر علی زئی کا تعاقب“ میں نقل کر دیئے ہیں۔

عیوب و گناہوں کو چھوڑ دیجئے

ملا سیف الدین خاں حیدر آبادی (مقیم کراچی) نے اپنی تحریر ”تمام برادرانِ اہلِ حدیث خصوصاً علماء اہلِ حدیث سے میری مخلصانہ اپیل“ کے تحت لکھا:

”آپس میں اختلاف و افتراق، کینہ، نفاق، دشمنی، عداوت، بغض، حسد، ضد، تعصب، نفرت، غرور، تکبر، الزام تراشی کو چھوڑ دیجئے۔“

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ، ۲۱/ اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۷)

معلوم نہیں کہ مذکورہ بالا عیوب و گناہوں کو غیر مقلدین نے چھوڑا یا نہیں؟ ملا سیف کی نصیحت صدائے درصحرا تو نہیں ہو گئی؟

مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی

عبد العزیز (ضلع منٹگمری) لکھتے ہیں:

”مولانا شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں۔“

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ، ۲۱/ اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۹)

جنہیں دہلی کا محدث تسلیم کیا ہے یہ بزرگ حنفی المسلک تھے یعنی اس عبارت میں حنفی بزرگ کی بابت ”محدث“ ہونے کا اعتراف ہے۔ دیگر بعض حنفی محدثین کا تذکرہ علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے اپنی کتاب ”کاروانِ حدیث“ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

غیر مقلدین کی حالتِ زار

صحیفہ کے نائب منیجر لکھتے ہیں:

”ساتھ ہی ساتھ یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت جماعت اہلِ حدیث کا سب سے ضروری اور اہم مسئلہ ”تنظیم اہلِ حدیث“ ہے۔ ہندوستان پاکستان کی تقسیم

کے بعد جماعت کے بڑے بڑے ہم سے جدا ہو گئے، کچھ مایوس ہو گئے، کچھ جماعتی اختلاف کا شکار ہو کر بیٹھ گئے، اَب وقت ہے کہ معمولی معمولی اختلاف کو نظر انداز کر کے باہم سر جوڑ کر بیٹھیں، اور اپنے ماضی کا پر وقار دَور کا پھر آغاز ہو، دنیا کو یہ موقعہ نہ ملے کہ موجودہ افراد میں متحدہ کام کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی... اس لئے باہمی فروعی اختلاف کو چھوڑ کر کتاب وسنت کی اشاعت کا کام مل کر کریں اور جماعت کی ترقی کی راہیں سوچیں۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ،۲۱/ اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۱)

اس نصیحت کے مطابق غیر مقلدین نے فروعی اختلاف چھوڑا؟ اس تحریر کے بہت عرصہ بعد پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری نے کئی بار کہا ہے کہ اہل حدیث کے دین کا محور چند مسائل: رفع یدین، آمین وغیرہ ہیں اور یہ لوگ صرف مسجد کی حد تک اہلِ حدیث ہیں۔ دیکھئے! خطبات بہاول پوری۔ جس فرقہ کے دین کا محور ان کے اپنے اعتراف کے مطابق چند فروعی مسائل ہوں اُن کی بابت کیسے اُمید ہو سکتی ہے کہ انہوں نے فروعی اختلاف کو چھوڑ دیا ہو۔ بندہ کا ایک مضمون "غیر مقلدین کے دین کا محور" ہے جو "راہِ ہدایت" وغیرہ رسالوں میں شائع ہو چکا ہے، اس میں عنوان کے مطابق غیر مقلدین کے بہت سے حوالے منقول ہیں۔

صحیفہ اہلِ حدیث کی اہمیت جتلانے کے لیے دوسرے رسائل کی بابت تاثرات

صحیفہ کے نائب منیجر لکھتے ہیں:

"صحیفہ اہلِ حدیث (جو بفضلہ تعالیٰ ۳۲ سال سے متواتر شائع ہو رہا ہے) نے دار السلطنت پاکستان میں دنیائے صحافت پر آکر مثال قائم کر دی اور قوم کو بتادیا کہ یہ لوگ جو دینی رسالوں کی آڑ میں لوگوں کو لوٹتے ہیں یہ حقیقت میں قوم کے دشمن ہیں۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ،۲۱/ اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۲،۲۱)

صحیفہ "تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ" ہے

صحیفہ کے نائب منیجر لکھتے ہیں:

"یادر کھئے! جہاں آپ اپنے دیگر اخراجات میں سینکڑوں روپے خرچ کرتے ہیں صرف پانچ روپے تبلیغ دین میں بھی خرچ کیجئے اور صحیفہ اہلِ حدیث کے مستقل خریدار ہو جائیے۔ اگر

آپ خود خریدار ہیں تو اپنے عزیز و اقرباء کو اس کا خریدار بنائیے۔ یہ تبلیغ دین کا ایک بہترین ذریعہ ہے یا اپنی جیب سے ان لوگوں کی طرف سے جو اس کی قیمت نہیں ادا کر سکتے، اور اس کے پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں سالانہ قیمت عنایت کر دیجئے تاکہ صحیفہ کے ذریعہ سے جماعت اہلِ حدیث کا ہر شخص مبلغ بن جائے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم صفر ۱۳۷۲ھ، ۲۱/اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۲)

گناہ سے حج فاسد ہونے کی رائے

صحیفہ میں لکھا ہے:

"بقول ابن حزمؒ حاجی کا ارتکابِ معصیت اس کے حج کو فاسد بنا دیتا ہے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ صفحہ ۱۰)

ابن حزم کو عام لوگ "ظاہری" کہتے ہیں مگر غیر مقلدین انہیں اپنا غیر مقلد کہا کرتے ہیں۔

چنانچہ شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"مشہور غیر مقلد عالم اور منجلیق الغرب حافظ ابن حزم الظاہری۔"

(علمی مقالات: ۲/۲۴۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"علامہ ابنِ حزم اندلسی نے اپنی "غیر مقلدیت" تلوّن مزاجی کے باوجود اجماع صحابہ کو حجت قرار دیا ہے۔"

(الحدیث: شمارہ: ۹۱ صفحہ ۳۸)

مسئلہ رضاعت

مولانا عبد القہار لکھتے ہیں:

"شرعا رضاعت کم از کم پانچ مرتبہ حالتِ شیر خوارگی میں سخت بھوک کے وقت پیٹ بھر کر کسی عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہیں، ورنہ نہیں... لہٰذا ابوجہ ایک بار دو بار پینے کے

یہ رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور رشتہ بھی منقطع نہیں ہو سکتا، رشتہ قائم کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ صفحہ ۲۰)

غیر مقلدین جن لوگوں کے متعلق اہلِ حدیث ہونے کا دعوی کیا، اُن میں امام بخاری رحمہ اللہ بھی ہیں۔ اس جگہ بتایا جائے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا کیا موقف ہے؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

"مایحرم من قلیل الرضاعۃ و کثیرہ" اس میں انہوں اپنا موقف پیش کیا کہ تھوڑا سا دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔(فتح الباری:۹/۱۴۶)

علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے ترجمۃ الباب میں مذکور امام بخاری رحمہ اللہ کے بیان کردہ مسئلہ کی بابت لکھا:

"امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اور ابن حزم اور اہلِ حدیث کا مذہب یہ ہے کہ کم سے پانچ بار دودھ چوسنا حرمت کے لیے ضرور ہے۔"

(تیسیر الباری:۷/۳۲)

تارک نماز کا حکم

مولانا عبد القہار لکھتے ہیں:

"پنجگانہ نماز فرض ہے ایک وقت کی بھی قصداً ترک کرنے والا عند اللہ و عند الرسول مسلمان نہیں ہے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ صفحہ ۲۱)

غیر مقلدین نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک کا حکم دیا اور پھر یوں بھی کہا کہ اس میں عوام کے لئے آسانی ہے۔ لیکن جب نماز کے ترک کی بات آئی تو عوام کی سہولت کو نظر انداز کر دیا۔

حکیم فیض عالم صدیقی

صحیفہ میں حکیم صاحب کی کتاب "واقعہ کربلا" پہ کرم الجلیلی نے تبصرہ لکھا جس کے آخر میں یوں دعوی کیا:

''بہر حال تطہیر تاریخ کا یہ مشکل ترین کام ایسے انداز میں پیش کرنا فاضل مصنف کا گراں ترین کارنامہ ہے اور دین کے تاریخی سرمایہ میں یہ کتاب گراں بہا اضافہ ہے۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ صفحہ ۲۳)

صحیفہ میں حکیم فیض عالم کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ ہم نے غیر مقلدین کی متعدد کتابوں میں دیکھا کہ جب وہ لوگ حکیم فیض عالم کی عبارتوں کا جواب نہیں دے پائے تو جھٹ سے کہہ دیا کہ وہ ہمارا نہیں ہے۔

اپنے مطبوعہ قرآن ہندوستان سے مکہ بھجوانے کی کوشش

عبدالجبار سلفی (خادم رسالہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی) ''ایک لاکھ اور پچاس ہزار'' کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''بیت اللہ شریف میں ایک نیک کام کرنے کا اجر اللہ تعالیٰ ایک لاکھ درجہ بڑھا کر اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار درجہ بڑھا کر عطا فرماتا ہے۔ آج کل ان دونوں متبرک مقامات پر حجاج کرام پوری دنیا سے لاکھوں کی تعداد شب و روز پہنچ رہے ہیں۔ حجاج کرام کی تلاوت کے لیے حرمین شریفین میں مسنون قراءت قرآن مجید کی بے حد ضرورت ہے۔ حجاج کرام کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اَجر و ثواب قرآن پاک وقف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ الحمد للہ! قرآن پاک مسنون قراءت والا طبع ہو کر آچکا ہے۔ قرآن پاک اس طریقہ پر طبع کرایا گیا ہے جو طریقہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔ آپ ایسے قرآن پاک حرمین شریفین بھجوایئے جو مسنون طریقہ پر طبع کرائے گے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے گھر کے لیے ایک قرآن شریف وقف کریں گے تو اللہ پاک آپ کے اعمال نامہ میں ایک لاکھ قرآن درج فرمائے گا۔ قرآن پاک تو بہت لوگ لے جاتے ہیں لیکن آپ وہ قرآن پاک بھجوایئے جس کے بھجوانے سے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ہو اور آپ کو اَجر بھی زیادہ ملے۔ ہم نے کلام اللہ حرمین تک پہنچانے کا معقول بندوبست کیا ہے۔ ہدیہ کلام پاک مترجم با تفسیر، طباعت عکسی، سفید کاغذ، موٹے حروف، بہترین جلد صرف ۲۰ روپے۔ ہدیہ کلام پاک بلا ترجمہ قسم اول دس روپے، قسم دوم پانچ روپے۔ اپنی جانب سے یا اپنے مرحومین کی جانب سے یہ کلام

اللہ بھجوا کر ثواب سے مالا مال ہو جایئے۔ ہدیہ ارسال کرتے وقت وقف کرنے والے کا نام اور برائے بیت اللہ یا مسجد نبوی ضرور لکھئے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی، یکم ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ صفحہ ۲۴)

کسی دور میں ایک تبصرہ نگار نے کہا تھا کہ غیر مقلدین کے کئی افراد مکہ گئے ہیں تو یہاں سے غیر مقلدیت بھی ساتھ لے گئے۔ صحیفہ کی اس عبارت سے پتہ چل رہا ہے کہ وہ قرآن کریم بھی اپنی شناخت والا ہندوستان سے مکہ مکرمہ بھیج رہے ہیں۔ مکہ مکرمہ اور سعودیہ میں قرآن کریم اتنی کثرت ہیں کہ وہ دنیا بھر سے آئے ہوئے حاجیوں کو قرآن ہدیہ کیا کرتے ہیں اس کے باوجود ہندوستان کے غیر مقلدین وہاں قرآن بھجوانا چاہتے ہیں تو اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُن کے نزدیک سعودیہ میں شائع ہونے والے قرآن کریم کے نسخے اُن کے زعم کے مطابق غیر مسنون قراءۃ والے ہیں، اس لیے وہ مزعومہ مسنون قراءۃ والے نسخے مکہ مکرمہ بھیجنے کے لیے چندہ کی پُر زور اپیل کر رہے ہیں تو یہ کہنا بجا ہے کہ جس طرح غیر مقلدین اپنی غیر مقلدیت سعودیہ لے گئے تو اپنی غیر مقلدانہ شناخت والا قرآن بھی وہاں نہیں تھا یہ بھی ہند سے بھیجا جانے لگا۔

مزعومہ مسنون قراءۃ پر لاکھ کا اجر سنایا جا رہا ہے اول تو خود غیر مقلدین میں یہ فضیلت اختلافی ہے بعض اسے مانتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ مزید یہ کہ فضیلت نماز کے متعلق ہے۔ غیر مقلدین قرآن کے نسخے بھیجنے کو نمازوں پر قیاس کر رہے ہیں جب کہ یہ نعرہ بھی ہے کہ قیاس جائز نہیں، یہ کارِ ابلیس ہے وغیرہ۔

صحیفہ کی کئی اشاعتوں میں اس مزعومہ مسنون قراءت والے قرآن کے اشہارات دیئے گئے۔ سوال یہ ہے کہ جب اس سے پہلے مسنون قراءت والا کوئی قرآن بھی مسلمانوں کے پاس نہ تھا تو غرباء والوں نے کس نسخہ کو سامنے رکھ کر اسے شائع کیا؟ قرآن جو متواتر شکل میں مسلمانوں کے پاس موجود ہے وہ تو غرباء کے زعم میں غیر مسنون قراءت والا ہے، تو مسنون قراءت والا نسخہ کہاں سے دستیاب ہوا؟ شیعہ دعوی کرتے ہیں کہ اَب تک تحریف شدہ قرآن منقول ہوتا آیا ہے اور یہی اَب شائع ہو رہا ہے۔ غرباء والے تاثر دے رہے ہیں اَب تک غیر مسنون قراءت والا قرآن منقول ہوتا چلا آیا ہے۔ اسلامی تاریخ میں پہلی بار غرباء نے مسلمانوں کی ضیافت کے لئے مسنون قراءت والا قرآن شائع کیا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ غرباء فرقہ جب وجود میں آیا تو اس نے امتیاز

کے لئے کچھ ایسے امور اختیار کئے جو دیگر غیر مقلدین سے انہیں ممتاز دکھائیں، انہی میں سے ایک کاوش مزعومہ مسنون قراءت والے قرآن کی اشاعت ہے جب کہ عام غیر مقلدین کے پاس بھی وہی قرآن ہے جو غرباء کے زعم میں غیر مسنون ہے۔ غرباء کا یہ شائع کردہ قرآن مارکیٹ میں ہمیں نہیں ملا، ہو سکتا ہے کہ اب چند افراد کو چھوڑ کر خود غرباء کے عام لوگوں کے پاس بھی نہ ہو۔

(جاری)

علامہ ساجد خان نقشبندی حفظہ اللہ

علم دین کی فضیلت

امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چاروں ائمہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ علم دین کا حصول نفل نماز سے افضل ہے اور نفل نماز نفل روزے سے افضل ہے۔ پس نفل روزے سے علم دین کا حصول بدرجہ اولی افضل ہوگا بلاشبہ علم دین وہ چراغ ہے کہ جس سے جہالت وھوائے نفسانی کی تاریک رستوں میں ہدایت کی روشنی حاصل کی جاتی ہے پس جو اس تاریک راہ میں بغیر علم کے چراغ کے نکلا تو کچھ بعید نہیں کہ جہالت و گمراہی کے گہرے تاریک گڑھے میں جا گرے۔

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض بدقسمتوں نے دین چھوڑا اور محراب سے جا چمٹے اور نماز روزہ کی کثرت کرنے لگے بغیر علم کے اللہ کی قسم بغیر علم جو عمل کیا جائے اصلاح سے زیادہ فساد کا سبب بنتا ہے۔

(لطائف المعارف ص282 مطبوعہ دار ابن کثیر)

رب نواز بھٹی (قسط:۷)

غیر مقلدین کے دعویٰ عمل بالقرآن کی حقیقت

قرانی مضمون پر بے ہودہ اعتراض

سیدنا سلیمان علیہ السلام کا فرمان ہے:

یایہا الناس علمنا منطق الطیر، اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔

(سورۃ النمل، آیت:۱۶)

شیخ عنایت اللہ اثری غیر مقلد نے قرآن کے اس مضمون پہ کیا تاثر دیا؟ مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد کی زبانی جانئے۔ کیلانی صاحب لکھتے ہیں:

"سلیمانؑ کے پرندوں کی بولی سمجھنے پر بھی اثری صاحب کو سخت اعتراض ہے۔ آپ ایک سوال اُٹھا کر یوں فرماتے ہیں کہ: "منطق الطیر جو سلیمان علیہ السلام کو سکھلائی گی تو کیا آپ کوّوں کی طرح کائیں کائیں اور چڑیوں کی طرح چُوں چُوں کیا کرتے تھے؟ جو کہ شانِ نبوت کے بالکل خلاف ہے۔" (ب صفحہ ۲۹۷) علمنا منطق الطیر کا یہ مطلب کسی نے ہرگز بیان نہیں کیا بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ پرندوں کی بولی سمجھ جاتے تھے اور اگر آپ انہیں اپنی زبان میں کچھ سمجھاتے تو پرندے بھی سمجھ جاتے، جیسا کہ ایک دفعہ رسول اللہؐ نے بھی ایک اونٹ کی شکایت سُن کر رفع فرمائی لیکن جب کسی کا ذہن ایسی بات کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو تو وہ ایسے سوال اُٹھا دیتا ہے جس سے کچھ کراہت اور نفرت پیدا ہو۔"

(عقل پرستی اور انکار معجزات صفحہ ۲۵۵)

کیلانی صاحب نے نظیر پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی گفتگو سمجھی اور اس کی شکایت کا ازالہ بھی کیا۔ مگر کیا کریں! اثری صاحب کے لیے یہ نظیر تو تب ہی مفید مطلب ہو سکتی ہے جب وہ اسے مانتے ہوں ۔ خود کیلانی صاحب نے اپنی اسی کتاب میں متعدد بار اعتراف کیا ہے کہ اثری صاحب معجزات کے انکاری ہیں شاید

یہی وجہ ہے کہ کیلانی صاحب کی اس کتاب کا نام ”عقل پرستی اور انکار معجزات“ ہے جس سے تاثر ملتا ہے کہ اثری صاحب عقل پرستی سے کام لیتے ہوئے معجزات کا انکار کر دیتے ہیں۔

قرآنی مضمون کو”بے سروپابات“کہنے کی جسارت

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد نے اَصحاب کہف کے قصہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا:

”اثری صاحب کے خیال کے مطابق تیسری بے سروپا بات ”پھر سال یا چھ ماہ بعد اپنی کروٹ بدلتے رہتے ہیں۔“ ہے اور چوتھی بے سروپا بات یہ ہے: ”آنکھیں ان کی کھلی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جاگ رہے ہیں مگر در اصل وہ سو رہے ہیں۔“ اَب دیکھئے یہ دونوں باتیں قرآن کریم کی درج [ذیل (ناقل)] آیت سے واضح طور پر ثابت ہیں۔ وتحسبهم ایقاظا و هو رقود و نقلبهم ذات الیمین وذات الشمال و کلبهم باسط ذراعیه بالوصید لواطلعت علیهم لولیت منهم فرارا و لملئت منهم رعبا۔ اور تم ان کو خیال کرو کہ وہ جاگتے ہیں حالاں کہ وہ سوتے ہیں اور ہم انہیں دائیں اور بائیں کروٹ بدلتے رہتے ہیں۔ اور ان کا کتا چوکھٹ پر اپنے دونوں بازو پھیلائے ہوئے ہے اور اگر تم ان کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور تم پر شدید دہشت طاری ہو جاتی۔“

(عقل پرستی اور انکار معجزات صفحہ ۲۹۷)

قرآنی مضمون سے راہِ فرار

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”دیکھئے! قرآن کریم نے اصحابِ کہف کے واقعہ کا آغاز درج ذیل آیت سے کیا ہے: ام حسبت ان اصحاب الکهف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا، کیا تم خیال کرتے ہو کہ غار اور کتبہ والے ہماری کوئی بڑی عجیب نشانیوں میں سے ہیں۔“ یعنی کیا تم اس خدا کی قدرت سے، جس نے اس پوری کائنات کا نظام سنبھال رکھا ہے، اس بات کو بعید سمجھتے ہو کہ وہ چند آدمیوں کو چند صدیاں سلا کر یا موت دے کر دوبارہ زندہ کرے؟ اِس آیت سے یہ ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ اصحاب کہف کا اللہ کی عجیب نشانیوں یا خرقِ عادت اُمور سے کچھ تعلق ضرور تھا۔ پھر اس واقعہ

کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وکذلك اعثرنا علیهم لیعلموا ان وعد اللّٰه حق وان الساعة لا ریب فیها ۔ اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو اصحاب کہف کے حال سے خبر دار کیا تاکہ وہ جان جائیں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور قیامت (کو مُردوں کے جی اُٹھنے) میں کوئی شک نہیں۔" اَب دیکھئے! کہ عَثَرَ کے معنی لغوی طور پر اَز خود کسی بات کے ظاہر ہونے کے ہیں (مفردات امام راغب) خواہ باتوں باتوں میں کسی حقیقت کا پتہ چل جائے یا کسی واقعہ یا واقعات کی روشنی میں کوئی حقیقت سامنے آجائے تو معلوم ہوا کہ اصحابِ کہف کی عجیب نشانی کا تعلق غیر طبعی طور پر ایک طویل مدت سونے (یا مرنے) اور اس کے بعد جاگ اٹھنے (یا جی اُٹھنے) سے تھا۔ اور اسی سے حافظ صاحب فرار چاہتے ہیں لہٰذا انہوں نے اس واقعہ کا جو نعم البدل قصہ تراشا ہے اس کے نکات بھی ملاحظہ فرما دیجئے!"

(عقل پرستی اور انکار معجزات صفحہ ۲۹۸،۲۹۷)

اثری صاحب نے نہ صرف قرآنی مضمون سے راہِ فرار اختیار کیا بلکہ اس کے بالمقابل اَز خود قصہ تراش لیا۔

اُمّی کے معنی کا انکار

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر رسول اللہ ؐ کو نبی اُمی کہا گیا ہے۔ اُمی سے مراد وہ شخص ہے جو کچھ لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔"

اس کے بعد کیلانی صاحب نے اپنے بزرگ اثری صاحب کے متعلق لکھا:

"آپ [صلی اللہ علیہ وسلم (ناقل)] کا لکھا پڑھا ہونا ثابت کرنے پر آتے ہیں تو اس فن میں جو کچھ آپ کر سکتے ہیں، دوسرے تو اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔"

(عقل پرستی اور انکار معجزات صفحہ ۳۰۵)

کیلانی صاحب کی اس عبارت سے تاثر ملا کہ اثری صاحب قرآن کے مضمون کو بدل دینے میں اس قدر مہارت رکھتے ہیں کہ دوسرے محرفین اُن کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

ترجمہ قرآن میں الفاظ بڑھادیئے

قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیت ہے: وما کنت تتلوا من قبلہ کتاب ۔(سورۃ عنکبوت، آیت:۴۸)

ترجمہ: اس سے پہلے تو آپ کوئی کتاب پڑھتے نہ تھے۔(ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی)

اس آیت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔یہ بات شیخ عنایت اللہ اثری کے خلاف تھی۔اس لئے اسے اپنی سوچ کے موافق ڈھالنے کے لئے ترجمہ میں اپنے الفاظ بڑھادیئے۔
چنانچہ مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”آپ نے مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ کرتے وقت ان الفاظ کا اضافہ اپنی طرف سے ہی فرمادیا ہے: مگر ہاں اَب اس کے نزول کے بعد ہمارے فضل و کرم سے تم پڑھنے ہی لگے ہو، اور لکھنے بھی لگے ہو۔“

(عقل پرستی اور انکار معجزات صفحہ ۳۰۵)

(جاری)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ (قسط:۳)

اسم با مسمی یعنی نام کی طرح دلائل میں بھی سر فراز

اصلاح غیر مقلدیت پہ لکھی گئی حضرت مولانا محمد سر فراز صفدر رحمہ اللہ کی سات کتابوں کا تعارف

طائفہ منصورہ کتاب

حضرت مولانا محمد سر فراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ کی کتابوں میں ایک کتاب ''طائفہ منصورہ'' ہے۔ اس کے ۱۴۸ صفحات ہیں... طائفہ منصورہ کا معنی نجات یافتہ جماعت ہے۔ احادیثِ نبویہ میں ایک جماعت کو جماعتِ حقہ بالفاظِ دیگر نجات یافتہ جماعت کہا گیا ہے۔ غیر مقلدین نے سر توڑ کوشش کرکے یہ باور کرانا چاہا کہ ''طائفہ منصورہ'' ہماری جماعت اہلِ حدیث بمعنیٰ غیر مقلد ہے۔ حضرت مولانا نے اس کتاب میں نجات یافتہ جماعت کی نشان دہی فرمائی ہے۔ پیشِ لفظ میں منجملہ باتوں کے یہ بھی لکھا:

''غیر مقلدین کی مرکزی کتاب نتائج التقلید میں پورے زور کے ساتھ مؤلف نتائج التقلید نے صفحہ ۲ سے لے کئی صفحات تک یہ بحث کی ہے کہ طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ بس ہمارا ہی گروہ ہے اور بخیال اور او ما بدولت کے بغیر کسی کو اس طائفہ کے فراخ دائرہ میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے ہم طائفہ منصورہ کی تشریح اور تفصیل بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ہر ایک منصف مزاج اور حق کا متلاشی یہ سمجھ لے کہ طائفہ منصورہ کی کیا کیا علامات ہیں اور وہ کن حضرات میں پائی جاتی ہیں؟ اگر عقلی رنگ میں یہ درست ہے کہ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ طائفہ منصورہ اپنی نشانیوں سے نہ پہچانا جائے۔''
(طائفہ منصورہ صفحہ ۱۲)

نجات یافتہ جماعت کی پہلی نشانی

فرقہ ناجیہ کی حدیث پاک میں پہلی علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ ایسے لوگ ہوں گے جو فقاہت فی الدین کی خوبی سے مالا مال ہوں گے۔ (بخاری:۱/۱۶)

مولانا صفدر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فرقہ ناجیہ فقاہت فی الدین اور قتال علی الحق کی بہترین خصلتوں کے ساتھ متصف ہو گا جب ہم ٹھنڈے دل کے ساتھ اس طائفہ منصورہ کو تاریخ کے سنہری اوراق میں تلاش کرتے ہیں تو دیگر ائمہ دین اور ان کے مقلدین عموماً اور حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے مقلدین خصوصاً ان صفات میں پیش پیش نظر آتے ہیں تفقہ فی الدین کا جو بلند مقام من جانب اللہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے تلامذہ و متبعین کو حاصل رہا ہے وہ تاریخ کے ٹھوس حوالہ جات کے ساتھ ہم نے اپنی کتاب ”مقامِ ابی حنیفہ“ میں باحوالہ عرض کر دیا ہے اور غیر مقلدین حضرات کو تو فقہ اور اہلِ فقہ سے جو تنفر اور عناد ہے، وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔“

(طائفہ منصورہ صفحہ ۱۶)

مذکورہ عبارت میں کہا گیا ہے کہ طائفہ منصورہ کی علامتوں میں سے ایک علامت فقاہت فی الدین کی خوبی سے متصف ہونا ہے اور یہ خوبی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اور غیر مقلدین اس خوبی سے محروم ہیں۔ ذیل میں ان دو باتوں پر مخالف کی گواہی ملاحظہ فرمائیں۔

پروفیسر طالب الرحمن غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امام ابو حنیفہؒ (جن کا نام نعمان بن ثابت ہے) کو فقیہ العراق کہا گیا ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک (الناس فی الفقہ عیال ابی حنیفۃ) لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔“

(اصلی نماز محمدی صفحہ ۱۵)

غیر مقلدین کے فتاویٰ میں بغیر کسی تردید کے نقل کیا گیا ہے:

”امام ابو حنیفہؒ کو خدا نے اجتہاد اور استنباط مسائل اور استخراج فروعات کی ایک خاص قسم کی استعداد (عطاء کی) تھی اور وہ زہد وورع میں بھی کامل تھے۔“

(فتاویٰ ثنائیہ: ۱/ ۲۴۷)

اس کے بالمقابل مدعیان اہلِ حدیث کی فقہی بصیرت ملاحظہ فرمائیں۔ غیر مقلدین کے امام العصر محمد اسماعیل سلفی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی چند عبارات نقل کرنے کے بعد ان سے حاصل ہونے والے فوائد میں لکھا:

”اہلِ حدیث نے بھی حدیث کی طرف بے توجہی کی ہے وہ تقریباً اسے ایک رسم کے طور پر کر

رہے ہیں۔ استنباط اور اجتہاد کے نقطہ نظر سے نہیں کرتے، نہ تفقہ کی کوشش کرتے ہیں۔"

(تحریک آزادیٔ فکر صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲)

مذکورہ بالا عبارت میں جو کچھ کہا گیا ہے بالکل صحیح اور بجا ہے مگر اس کے باوجود اپنے آپ کو "فرقہ ناجیہ" قرار دینے کی کاوش میں ہمہ تن مصروف ہیں جب کہ فرقہ ناجیہ تو وہی جماعت ہے جو فقاہت فی الدین کی دولت سے فیض یاب ہو۔

بلکہ بعضے غیر مقلدین کو تو فقہ سے چڑ ہے جیساکہ مولانا ثناء اللہ مدنی غیر مقلد نے اس کا یوں اعتراف کیا:

"الاعتصام کے مذکورہ بالا شمارہ میں حیدر آباد سندھ کے ایک دوسرے صاحب کا تعاقب بھی شائع ہوا ہے۔ جو بعض اہلِ حدیث کی جذباتی روش سے متاثر معلوم ہوتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے علاوہ انہیں لفظ فقہ سے چڑ ہے حالاں کہ "فقہ" قرآن وحدیث دونوں میں اچھے مفہوم میں بھی وارد ہوا ہے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین یعنی جس کے ساتھ اللہ تعالی بھلائی چاہے، اسے دین کی فقاہت عطاء کرتا ہے۔" لہذا اہلِ حدیث کو تقلید سے بچانے کا علاج فقہی بصیرت مہیا کرنا ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ: ۱/ ۲۶۱)

اگر تقلید سے بچانے کا علاج فقہی بصیرت ہے تو ان پڑھ عوام کو تقلید سے کیسے بچا پائیں گے کیا انہیں فقہی بصیرت حاصل ہے؟

نجات یافتہ جماعت کی دوسری نشانی

حدیثِ نبوی میں نجات یافتہ جماعت کی دوسری علامت یقاتلون علی الحق ہے کہ وہ حق کی خاطر جنگ و قتال کرتی رہے گی۔ (مسلم: ۲/ ۱۴۴)

حضرت مولانا صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں تفقہ فی الدین کے بعد یقاتلون علی الحق کی صفت نمایاں طور پر موجود ہے اس لئے اس پر بھی غور کرنا ضروری ہے بلاشک مسلمانوں کے جملہ فرقوں نے ہر دَور اور ہر ملک میں اپنی اپنی صواب دید کے مطابق جہاد اور یقاتلون علی الحق حق کی صفت پر عمل کیا ہے

اور بقدر وسعت و استطاعت ہر ایک نے اپنا اسلامی فریضہ ادا کیا ہے لیکن نواب [صدیق حسن خان غیر مقلد (ناقل)] صاحب کے بیان کے مطابق بزعم خود اہلِ حدیث حضرات نے کبھی جہاد نہیں کیا... اس لئے وہ طائفہ منصورہ اور فرقیہ ناجیہ کا مصداق کسی صورت میں نہیں ہوسکتے کیوں کہ اس گروہ کے لیے یقاتلون علی الحق کی صفت بھی بیان کی گئی ہے اور وہ غیر مقلدین حضرات میں حسب تحقیق و بیان نواب صدیق موجود نہیں ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ نواب صاحب کا یہ بیان غلط ہو کیوں کہ کلام الملوک ملوک الکلام زبان زَد خلائق ہے اور ع زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو! چنانچہ نواب صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ: "بلکہ اہلِ سنت و حدیث اس دن سے ہے جس دن سے دنیا میں اسلام آیا۔ کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں کہ کسی محدث کو کسی نے وہابی کہا ہو یا کسی محدث نے کسی ملک میں فساد کیا ہو یا کسی بادشاہ و حاکم وغیرہ سے بنام جہاد لڑا ہو بلکہ ساری کتب طبقات و تواریخ اس امر پر متفق ہیں کہ ہمیشہ طریقہ ان لوگوں کا ترک دنیا و شغل عبادت و علم رہا۔ بعض ان میں درویش تھے جن کو صوفی و فقیر و زاہد کہتے ہیں ان کو لڑائی سے کیا واسطہ؟ وہ تو دنیا دار لوگوں سے ملاقات بھی نہیں کرتے۔"

(ترجمان وہابیہ صفحہ ۵۹)

نواب صاحب دوسرے مقام پر یوں تحریر فرماتے ہیں:

"اہلِ حدیث تیرہ سو برس سے چلے آرہے ہیں ان میں سے کسی نے ملک میں جھنڈا اس جہاد اصطلاحیہ حال کا کھڑا نہیں کیا۔ اور نہ کوئی ان میں حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا اکثر بلکہ سب کے سب زاہد تارک دنیا تھے فتنہ و فساد و قتل و خون ریزی سے ہزاروں کوس بھاگتے تھے۔"

(ترجمان وہابیہ صفحہ ۲۱، طائفہ منصورہ صفحہ ۲۰)

ترجمان وہابیہ اب رسائل اہلِ حدیث جلد اول میں شامل ہو کر شائع کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" میں جہاد کی خوب مخالفت کی ہے۔

چوں کہ غیر مقلدین نے یہ اعتراف خود کبھی جہاد نہیں کیا جب کہ طائفہ منصورہ والی حدیث میں یقاتلون علی الحق کے الفاظ تھے تو نتائج التقلید کے مؤلف حکیم محمد اشرف سندھو غیر مقلد نے حدیث میں گڑبڑ کر دی۔

حضرت مولانا صفدر رحمہ اللہ اس تحریف کی نشان دہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لطیفہ: مؤلف نتائج التقلید نے صفحہ ۲ پر یہ روایت یقاتلون علی الحق نقل کرکے اپنی جماعت کے لئے "گمراہ فرقوں سے تحریری و تقریری لڑتی جھگڑتی رہے گی یہاں تک قیامت برپا ہو۔" (انتھی) یہ ہے یقاتلون علی الحق کا من بھاتا معنی؟ حیرت ہے کہ اس کھلی ہوئی تحریف معنوی پر بھی پوری جماعت نے اس کی تائید کی ہے فواسفا!!"

(طائفہ منصورہ صفحہ ۲۲)

نجات یافتہ جماعت کی تیسری نشانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ ناجیہ کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ جماعت قیامت تک رہے گی۔ (بخاری: ۱/۱۶، مسلم: ۲/۱۴۴)

یعنی اسلام کے شروع دَور سے آخر زمانہ تک قیامت تک رہے گی... مگر غیر مقلدین کا نومولود ہونا خود انہی کی کتابوں سے ثابت ہے۔ دیکھئے الحطہ فی ذکر الصحاح الستۃ صفحہ ۱۵۲، فتاویٰ علمائے حدیث ۷/ ۸۰، الارشاد الی سبیل الرشاد صفحہ ۱۳۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امر تسری لفظ "وہابی" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہلِ حدیث پر یہ لفظ حضرت میاں [نذیر حسین دہلوی (ناقل)] صاحب سے شروع ہوا کیوں کہ حضرت موصوف سے پہلے اہلِ حدیث کا گروہ بحیثیت غیر مقلد ہندوستان میں نہ تھا جن لوگوں کو ان سے پہلے لوگ وہابی کہا کرتے تھے وہ مسائل توحیدیہ کی وجہ سے کہتے تھے، نہ کہ مسائلِ ترک تقلید وغیرہ کی وجہ سے۔"

(اخبار اہلِ حدیث امر تسر، ۸/ ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ، بمطابق اگست/ 1918ء)

اس کا عکس مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی کتاب "تاریخ ختم نبوت صفحہ ۴۳۴" پر دیکھا جاسکتا ہے۔

مولانا محمد سرفراز صفدر رحمہ اللہ نے بھی "زمانہ حال کے اہلِ حدیث کا آغاز' کا عنوان قائم کرکے ان کے نومولود ہونے پر کئی صفحات میں بحث کی ہے۔ (طائفہ منصورہ صفحہ ۹۸ تا ۱۰۹)

طائفہ منصورہ والی حدیث اور حجیتِ اجماع

اس حدیث میں جماعتِ حقہ کے لیے یہ بیان ہوا کہ وہ قیامت تک ہر دَور میں رہے گی جس سے اجماع کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔ وضاحت اس کی یہ ہے کہ جب کسی دَور میں ساری امت کسی بات پر اتفاق کرے گی تو صاف ظاہر ہے کہ یہ جماعتِ حقہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہی ہو گی۔ عام امت کے ساتھ جماعتِ حقہ کا اتفاق کرنا اس مسئلہ کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اگر وہ بات حق اور حجت نہ ہوتی تو جماعت حقہ باقی امت کے ساتھ اتفاق نہ کرتی۔ کسی مسئلہ کو جماعت حقہ کا قبول کر لینا اس مسئلہ کی حقانیت اور اجماع کی حجیت کی دلیل ہے۔

افسوس ہے کہ غیر مقلدین طائفہ منصورہ والی حدیث کو اپنے اوپر چسپاں کرنے میں تو ہمہ تن کوشاں ہیں مگر اس سے جو اجماع کی حجیت اور اس کا حق ہونا ثابت ہوتا ہے، اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بہت سے اہلِ حدیث ایسے ہیں جو اجماع کے قائل نہیں بلکہ بعض قیاس کے بھی نہیں۔“

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر، ۱۱؍جون ۱۹۱۵ء)

اس کا عکس ”تاریخ ختم نبوۃ صفحہ ۴۶۳“ پر دیکھ سکتے ہیں۔

اہلِ حدیث اور تقلید

آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ طائفہ منصورہ والی حدیث میں موجود علامتیں غیر مقلدین میں نہیں پائی جاتیں۔ مگر غیر مقلدین کو حوالہ ہاتھ لگ گیا کہ فلاں نے کہا ہے کہ نجات یافتہ جماعت سے مراد اہلِ حدیث ہے۔ بس پھر کیا تھا انہوں نے نہ آؤ دیکھا، اور نہ تاؤ جھٹ سے طائفہ منصورہ کا مصداق اپنی جماعت غیر مقلدین کو قرار دینے لگ گئے۔

حضرت مولانا صفدر رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں تفصیل سے بحث کی ہے کہ پچھلے زمانہ میں اہلِ حدیث کا لفظ محدث کے لیے بولا جاتا تھا خواہ وہ فقہی طور پر حنفی ہو یا مالکی، شافعی ہو یا حنبلی۔ بلکہ کتب رجال میں اہلِ حدیث یا محدث کا لفظ ان کے لیے بھی استعمال ہوا جو مذہبا شیعہ تھے۔ جب بات یونہی ہے تو غیر مقلدین کو لفظ ”اہلِ حدیث“ سے بلاوجہ خوشی نہیں ہونی چاہیے۔

اب غیر مقلدین کو چاہیے تھا کہ وہ ثابت کرتے کہ کتب رجال میں شیعوں کو اہلِ حدیث نہیں کہا گیا یا

احناف، موالک، شوافع اور حنابلہ کو اہلِ حدیث سے موسوم نہیں کیا گیا مگر یہ کام انتہائی مشکل ہے، اس لئے غیر مقلدین میری معلومات کے مطابق آج تک طائفہ منصورہ کا جواب نہیں لکھ سکے، بلکہ اپنی تحریروں میں طائفہ منصورہ کے مضمون کی تائید کر دی کہ اہلِ حدیث محدثین کو کہا گیا ہے۔

طائفہ منصورہ کی تائید

غیر مقلدین کے قریباً سبھی علماء کا اتفاق ہے کہ اہلِ حدیث اور محدث دونوں مترادف ہیں یعنی اہلِ حدیث کا مصدق محدث اور محدث ہی کو اہلِ حدیث کہتے ہیں۔ اَب ذیل میں محدثین کا مقلد ہونا پڑھئے۔

طائفہ منصورہ کتاب میں حضرت شیخ صفدر رحمہ اللہ نے جو کچھ لکھا ہے اس کا اکثر حصہ محدثین کے مقلد ہونے پر مشتمل ہے۔ غیر مقلدین سے نہ صرف یہ کہ اس کا جواب نہیں بن سکا بلکہ انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ہاں محدثین بھی تقلید کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ اعتراف غیر مقلدین کی کئی کتب میں بکھرا پڑا ہے، اختصار کے پیش نظر ہم صرف چند حوالے علامہ عبدالرشید عراقی غیر مقلد کی کتاب ''کاروانِ حدیث'' سے پیش کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔

ا۔ عراقی صاحب ''امام بخاریؒ کا مسلک'' عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''علامہ تقی الدین سبکی نے ان کو شافعی لکھا ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے بھی علامہ سبکی کی تائید میں ان کو شافعی مسلک کو پیرو قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر کی بھی ہی رائے ہے کہ امام بخاری شافعی مسلک کے تھے۔''

(کاروانِ حدیث صفحہ ۶۶)

۲۔ عراقی صاحب ''امام مسلم کا مسلک'' عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) نے امام مسلم کا مسلک شافعی لکھا ہے .. علامہ طاہر الجزائیری کہتے ہیں کہ: امام مسلم اصولی طور پر شافعی تھے انہوں نے امام شافعی سے بہت کم اختلاف کیا ہے۔''

(کاروانِ حدیث صفحہ ۷۵)

۳۔ عراقی صاحب نے امام محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۹۴ھ کے متعلق لکھا:

”امام مروزی فقہی اعتبار سے امام شافعی کے مسلک سے وابستہ تھے۔“

(کاروان حدیث صفحہ ۱۰۵)

۴۔ عراقی صاحب ”امام نسائی کا مسلک“ عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

”علامہ تقی الدین سبکی نے ان کو شافعیہ میں شمار کیا ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں: او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک او بر آں دلالت می کنند، آپ کے مناسک سے پتہ چلتا ہے کہ آپ شافعی المذہب تھے۔ محی السنہ مولانا نواب صدیق حسن رئیس بھوپال لکھتے ہیں: امام نسائی شافعی المذہب تھے۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: امام نسائی کا تعلق شافعی مذہب سے تھا۔“

(کاروانِ حدیث صفحہ ۱۳۷)

۵۔ عراقی صاحب نے امام ابوعوانہ اسفرائنی رحمہ اللہ متوفی: ۳۱۶ھ کے متعلق لکھا:

”فقہی مسلک میں امام شافعی کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کی بدولت اسفرائن میں مذہب شافعی کی ترویج واشاعت ہوئی۔“

(کاروانِ حدیث صفحہ ۱۴۹)

۶۔ عراقی صاحب نے امام دارقطنی رحمہ اللہ متوفی: ۳۸۵ھ کے متعلق لکھا:

”مسلک کے اعتبار سے امام دارقطنی شافعی المذہب تھے لیکن اس کے ساتھ ان کا شمار صاحب الوجوہ فی المذہب فقہاء میں بھی ہوتا ہے۔“

(کاروانِ حدیث صفحہ ۱۶۷)

۷۔ عراقی صاحب نے امام خطابی رحمہ اللہ متوفی: ۳۸۸ھ کے متعلق لکھا:

”امام خطابی اگرچہ خود اجتہادی بصیرت اور فقہی ژرف نگاہی می ممتاز تھے تاہم وہ امام شافعیؒ کے مسلک پر کاربند تھے۔“

(کاروانِ حدیث صفحہ ۱۷۱)

۸۔ عراقی صاحب نے امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ متوفی: ۴۳۰ھ کے متعلق لکھا:

"فقہ میں امام شافعی کے مذہب سے وابستہ تھے۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۱۸۲)

۹۔ عراقی صاحب نے امام بیہقی رحمہ اللہ متوفی: ۴۵۸ھ کے حالات میں "فقہی مذہب" کا عنوان قائم کر کے متعلق لکھا:

"امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کا شمار شافعی مذہب کے اکابر ائمہ میں ہوتا ہے ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا اور اس مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کی تہذیب و تنقیح میں انہوں نے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے، شافعی مذہب کو امام بیہقی کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا، علمائے فن، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے مذہب کی ترقی و ترویج میں امام بیہقی کی کوششوں کا اعتراف کیا ہے۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۱۸۹)

۱۰۔ عراقی صاحب نے امام ابن عبد البر رحمہ اللہ متوفی: ۴۶۳ھ کے حالات میں "فقہی مذہب" عنوان قائم کر کے متعلق لکھا:

"حافظ ابن عبد البر فقہی مسلک میں امام مالک بن انس سے وابستہ تھے۔ اور ان کا شمار فقہ مالکیہ کے اکابر فقہاء میں ہوتا ہے لیکن وہ جامد مقلد نہ تھے۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۱۹۹)

۱۱۔ عراقی صاحب نے امام ابو بکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ متوفی: ۴۶۳ھ کے حالات میں "فقہی مذہب..." عنوان قائم کر کے متعلق لکھا:

"خطیب شافعی المذہب تھے اور ان کا شمار اکابر شافعیہ میں ہوتا تھا۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۱۰)

۱۲۔ عراقی صاحب نے امام بغوی رحمہ اللہ متوفی: ۵۱۹ھ کے حالات میں "فقہی مذہب" عنوان قائم کر کے متعلق لکھا:

"امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ مجتہدانہ اوصاف کے باوجود امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ

علیہ کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کا شمار اکابر شوافع میں ہوتا ہے۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۲۲)

۱۳۔ عراقی صاحب نے امام ابن العربی رحمہ اللہ مصنف احکام القرآن ... و ... عارضۃ الاحوذی، متوفی: ۵۴۳ھ کے حالات میں فقہی مذہب کا عنوان قائم کر کے متعلق لکھا:

"امام ابن العربی امام مالک کے فقہی مسلک سے وابستہ تھے۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۳۰)

۱۴۔ عراقی صاحب نے امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ متوفی: ۵۴۴ھ کے حالات میں "فقہی مذہب" عنوان کے تحت لکھا:

"قاضی عیاض، امام دار الہجرۃ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کا شمار مالکی مذہب کے اکابرین میں ہوتا تھا۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۳۵)

۱۵۔ عراقی صاحب نے امام ابن اثیر جزری رحمہ اللہ متوفی: ۶۰۶ھ کے حالات میں "فقہی مذہب" عنوان قائم کیا اور یوں لکھا:

"علامہ مجد الدین بن اثیر، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے وابستہ تھے۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۴۱)

عراقی صاحب نے ان کے علاوہ دیگر علمائے حدیث یعنی محدثین کی بھی تقلیدی نسبتیں لکھی ہیں۔ مثلاً

امام منذری شافعی تھے۔

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۴۸)

امام نووی شافعی تھے۔

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۵۳)

مشکوۃ کے مصنف خطیب تبریزی شافعی المسلک تھے۔

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۸۵)

ہندوستان کے نامور محدث شاہ عبد الحق محدث دہلوی حنفی ہیں۔

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۹۲)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ مسلکاً شافعی تھے۔

(کاروانِ حدیث صفحہ ۳۲۳)

امام زیلعی رحمہ اللہ حنفی المسلک ہیں۔

(کاروانِ حدیث صفحہ ۳۲۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ متشدد شافعی ہیں۔

(کاروانِ حدیث صفحہ ۳۳۹)

ملا علی قاری رحمہ اللہ حنفی المسلک تھے۔

(کاروانِ حدیث صفحہ ۳۴۹)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ محدثین بھی تقلید کرتے تھے لہذا اگر بعض نے طائفہ منصورہ کا مصداق محدثین کو قرار دیا ہے تو یہ غیر مقلدین کو مفید نہیں، اہلِ حدیث کا مصداق بھی محدثین ہی ہیں، نہ کہ مادر پدر آزاد غیر مقلد۔

تنبیہ: محدثین کے سنین وفات بھی ہم نے ''کاروانِ حدیث'' ہی سے لکھے ہیں۔

(جاری)

مفتی محمد صابر سلطان صاحب تلمیذ رشید علامہ عبد الغفار ذہبی رحمہ اللہ (قسط:۳)

غیر مقلدین اپنی اصولوں کی روشنی میں تحریف قرآن کے مرتکب ہیں

پچھلی دو قسطوں میں غیر مقلدین کے کتابوں سے قرآن کریم میں 20 تحریفات آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے چند مزید تحریفات ملاحظہ فرمائیں!

تحریف قرآن نمبر21

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔

"جس کے نتیجہ میں مجرمانہ ندامت کے ساتھ ان لوگوں نے سر عدالت اقرار کیا۔

فنکسوا علی رؤسھم لقد علمت ما ھؤلآء ینطقون۔"

(فتاویٰ سلفیہ ص133)

یہاں پر غیر مقلد شیخ الحدیث صاحب مرحوم نے ثم نکسوا کو فنکسوا سے تبدیل کر دیا۔ العیاذ باللہ۔

تحریف قرآن نمبر22

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ

(مجموعہ مقامات علمیہ ص105)

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب غیر مقلد نے جس طرح سے آیت لکھی ہے پورے قرآن میں کہیں بھی نہیں ہے البتہ سورۃ البقرہ میں ایک آیت یوں ہے۔

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ ۔ دیکھیئے البقرہ آیت 228۔

سر خیل غیر مقلدیت صاحب نے اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ کے بعد فِیْ ذٰلِكَ کو اڑا دیا اور یوں تحریف قرآن کے مرتکب ہوتے ہوئے یہودی ہوئے ہیں۔

تحریف قرآن نمبر23

غیر مقلدین کے زبان دراز عالم دین جناب مولانا صغیر احمد صاحب بہاری نے ایک کتاب لکھی جس پر نظر ثانی تنقیح واضافہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے کیا۔ چنانچہ مرحوم لکھتے ہیں۔

وَلَوْ كَانَ بَعْضُكم لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔

(صراط مستقیم اور اختلاف امت ص 157)

غیر مقلدین احباب کے ان دو بڑے حضرات نے جیسی آیت لکھی ہے وہ اس طرح تو نہیں ہے البتہ مسلمانوں کے قرآن میں یوں ہے۔

وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ دیکھیئے سورۃ الاسراء آیت 88۔

ان دو حضرات نے قرآنی آیت بَعْضُهُمْ کو بَعْضُكم سے تبدیل کرتے ہوئے تحریف کی ہے۔ اور غیر مقلدین کے اصول کی روشنی میں یہودی ہوئے ہیں۔

تحریف قرآن نمبر 24

غیر مقلدین کے ایک مصنف ہیں ابو الاقبال سلفی صاحب ایسے زبان دراز انسان ہیں کہ اللہ کی پناہ یہی ہی وہ صاحب ہیں کہ جنہوں نے احناف رحمہم اللہ کو یہودی بنانے کیلئے موضوع و من گھڑت روایات کا سہارا لیا ہے ونعوذ باللہ من ابو الاقبال سلفی۔ دیکھیئے مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف ص 21۔

شمس الجہلاء صاحب کا ڈھیٹ پن بھی دیکھتے چلیں۔ جناب اپنی مکذوبات وفضولیات ولغویات میں رقمطراز ہیں۔

”حنفی مذہب کی بنیاد ساری کی ساری من گھڑت اور ضعیف اور جھوٹی بے بنیاد حدیثوں پر ہے۔“

(ایضاً ص 56)

قارئین کرام پہلے آپ سلفی صاحب کے وہ الفاظ پڑھ لیں جو انہوں نے اس شخص کیلئے استعمال کیئے ہیں جن سے کتابت یا کمپوزنگ کیوجہ سے آیت غلط ہو گئی جو بعد میں درست بھی کر لی گئی۔

چنانچہ شمس الجہلاء صاحب لکھتے ہیں۔

”یہ تو حنفی یہودیوں کی فطرت ہے جو قرآن کی آیتوں میں تحریف کرتے ہیں۔ اضافہ کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں۔ حنفی مذھب کے مشہور سیرت نگار مولانا شبلی نعمانی نے امام ابو حنیفہ کی جب سیرت لکھی تو جوش عقیدت میں اتنے اندھے ہو گئے کہ قرآن کریم کی ایک آیت ہی گھڑ ڈالی۔ سیرت النعمان کے پہلے ایڈیشن میں انہوں نے یہ آیت لکھی ہے۔ من یؤمن بااللہ فیعمل صالحا۔“

(ایضاً ص 23)

اب آتے ہیں جناب کی طرف چنانچہ یہی صاحب کتاب کا اختتام کرتے ہوئے قرآن کریم کی آیت لکھتے ہوئے یوں تحریف قرآن کا مرتکب ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

وما اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب۔

(مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف ص106)

سلفی حق کے منفی صاحب نے جو آیت لکھی مسلمانوں کے قرآن میں کہیں بھی ایسی نہیں۔ ہاں البتہ کلام الٰہی میں آیت اس طرح سے ہے۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

(دیکھیئے سورۃ ھود آیت 88)

ناظرین! میں اس پر تبصرہ کرنے کی بجائے جناب ہی کے الفاظ پر اکتفاء کرتا ہوں کہ۔ ایسا شخص فطری طور پر یہودی ہوتے ہوئے تحریف قرآن کرتا ہے۔۔۔ الخ

تحریف قرآن نمبر 25

غیر مقلدین کے مؤرخ اہلحدیث جناب اسحاق بھٹی صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔

(ارمغان حنیف ص119)

یہاں پر بھٹی صاحب مرحوم نے قرآن پاک کی آیت اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ کے بعد ربی کو اڑادیا اور اصول غیر مقلدیت کی روشنی میں بیچارے یہودی ہوئے ہیں بلکہ بقول سلفی حق کے منفی کے فطری طور پر دلدادہ تھے تحریف قرآن کے العیاذ باللہ۔

تحریف قرآن نمبر 26

غیر مقلدین کے سرخیل اعظم جناب ابوانس محمد یحیٰی گوندلوی صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔

امت مسلمہ پر تقلید نے اپنے پنجے گاڑ دیے پھر کیا تھا۔

کل حزب بما لدیه فرحون۔

(حدیث اور اہل تقلید ص19)

اہلحدیث جدید کے مصنف صاحب نے خوشی تقریظ میں آکر کلام الٰہی میں ہی ردوبدل کردیا الامان والحفیظ۔
حالانکہ قرآن کریم کی آیت تو یوں ہے۔
مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ۔ دیکھیئے سورۃ الروم آیت 32۔
موصوف نے بِمَا لَدَیْهِمْ کو بمالدیہ سے تبدیل کرکے یہودی فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

تحریف قرآن نمبر 27

ابو صہیب محمد داؤد ارشد صاحب لکھتے ہیں۔
پھر اس کرامت کا خلاف قرآن ہونا بھی ظاہر وباہر ہے کیونکہ کوئی مر کر دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا ارشاد ہوتا ہے۔
وحرم علی قریۃ اھلکنھا انھم لایرجعون۔

(حدیث اور اہل تقلید ج 1 ص 46)

یہاں پر موصوف نے وحرام کو حرم سے تبدیل کرتے ہوئے یہودی فعل کا ارتکاب کیا ہے جو کہ غیر مقلدین کے اصول کی روشنی میں یہودیت ہے۔

تحریف قرآن نمبر 28

تحریف قرآن نمبر 28۔
غیر مقلدین کے پیشوا جناب مولانا عبد الرحیم علوی رحیم آبادی صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔
”حالانکہ یہ قرآن کا مسئلہ ہے آیت کریمہ۔
وِاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔“
(حسن البیان فیما سیرت النعمان ص 187)
اس کتاب پر مقدمہ غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب مرحوم کا لکھا ہے اور اسی کتاب کے سرورق پر لکھا ہوا ہے
حدیث واصول حدیث اور سیرت محدثین سے متعلقہ عمدہ مباحث
علم حدیث اور آئمہ حدیث پر مولانا شبلی کے اعتراضات کے جوابات
حدیث وفقہ کو ہم پلہ قرار دینے میں مولانا شبلی کی غلطی کا بیان

مدح امام ابو حنیفہ میں مبالغہ اور محدثین کی توہین پر نقد و جراح
بعض مختلف فیہ مسائل حدیثی و کلامی میں مولانا شبلی کی تائید حفیت اور انکی حقیقت۔
موصوف چلے تھے مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ کی غلطیوں کی اصلاح کرنے مگر قرآن پر ہی ہاتھ صاف کرتے چلے گئے الامان والحفیظ۔

جناب نے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ میں فَاِذَا کو غلط اور واذا کو صحیح کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ ایک شعر یاد آیا۔

وہ جن سے قطرہ آب کبھی بھی کسی کو نہ ملا
وہ نصیحت کا مجھے زہر پلانے آئے ہیں۔

تحریف قرآن نمبر 29

موصوف مذکر لکھتے ہیں۔

اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ۔ ءَاُلْقِيَ علیه الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ۔

(حسن البیان فیما سیرت النعمان ص 15)

غیر مقلدین کے پیشوا صاحب مرحوم نے جس انداز سے مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ کی اغلاط کی درستگی کی وہ تو کتاب کے مطالعہ سے ہی قاری کو علم ہو جائے گا کہ جناب کس قدر ڈھیٹ انسان تھے بس جو جناب کے مطابق ہو تا بس وہی بات ہی درست ہوتی وگرنہ جو مفہوم دوسرے ائمہ حضرات سمجھے وہ فضول غلط بے کار صرف موصوف ہی ٹھیک ہیں۔ معلوم نہیں اسی شوخی میں آکر قرآن کی درستگی ہی کیوں کرنے لگے ان ائمہ پر ہی دم کیوں نہ بھرا جناب کا۔

مسلمانوں کے قرآن میں صحیح آیت یوں ہے۔

ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ۔ دیکھیئے سورۃ القمر آیت 25۔

تحریف قرآن نمبر 30

مولانا محمد یحییٰ گوندلوی صاحب لکھتے ہیں۔

فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ وا رسول الآیہ۔

(مطرقۃ الحدید ص 9)

یہی ہی وہ موصوف ہیں جنہوں نے کتابت وکمپوزنگ والی غلطی پر یوں تبصرہ کیا۔

”مولوی محمود الحسن دیوبندی تقلید کے وجوب کو قرآن سے ثابت کرنے کیلیئے بہت ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن کہیں تقلید کا قرآن سے جواز نہیں پاتے بالآخر قرآن میں تحریف کرنے پر جسارت کرلیتے ہیں۔“

میں بھی موصوف سے یہی کہنا چاہوں گا کہ جناب کو جب کتاب کا جواب نہ آیا تو پھر الزام تراشی پر گزارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ الہند پر محرف قرآن کا فتویٰ جھاڑ دیا اب دیکھتے ہیں خود کے بارے کیا کہتے ہیں۔

جناب نے جو آیت پیش کی ہے وہ غلط ہے مسلمانوں کے قرآن میں صحیح اور درست آیت یوں ہے۔

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ

(دیکھیئے سورۃ النساء آیت 59)

(جاری)

شرائط و ضوابط

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1) اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔ لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

2) علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3) تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگر آپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاء اللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

۱: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

۳: حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۴: بحر العلوم سلطان المحققین علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۵: شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

4) مضامین میں احتیاط سے کام لے۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ جہاں سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہو، ان کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ ایسی صورت میں آپ کے مضامین مجلہ راہِ ہدایت میں شائع نہیں ہوں گے۔

5) ہمارا مجلہ چونکہ خالص مسلکی ہے اس لیے عقائد و نظریات سے ہٹ کر کوئی صاحب بھی مضمون بھیجنے کی زحمت نہ کریں۔

6) مجلہ راہِ ہدایت میں صرف اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے مضامین شائع ہوں گے۔

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

واٹس ایپ رابطہ نمبر: 03428970409